ماہنامہ الحقیقہ پاکستان

اگست 2004ء



جب بارہ سو صحابہؓ ختمِ نبوت پر قربان ہو گئے



مسلمان مرزا نعیم قادر

اے ہمارے غیرت نا آشنا صدرِ بے وقار....

مقاماتِ سیدنا صدیقِ اکبرؓ

تقریب سنگِ بنیاد

جامعہ الفرقان

حمدِ ربِ کریم جل جلالہٗ

خدا کا نام حقیقت ہے یا اُولی الالباب
یہ عیشِ عالمِ فانی تو وہم ہے یا خواب
اُسی کے ذکر کی مستی متاعِ ہستی ہے
اسی کی یاد سے دل رشکِ نیّر و مہتاب
خدا گواہ وہی ہے غنی ، وہی سلطاں !
جسے ملی ہے توکّل کی دولتِ کمیاب
جو محوِ حق ہے، اُسے بس ہے عشق کی گرمی
نظر میں ہیچ ہیں اس کی سمور یا سنجاب
کجا وہ قادرِ مطلق ، وہ خالقِ عالم !
کجا یہ وہم و گماں کے گھڑے ہوئے ارباب
سوا ترے کوئی موجود بھی ہے یا اللہ ؟
پکارے کون؟ کسے؟ اور کہاں سے آئے جواب؟
تُو اور تیرا کرم ہے حقیقتِ ابدی ! !
میں اور میری خطا کیا سوائے وہم و سراب
زمانہ سارا مخالف جو ہے تو پھر کیا ہے
میں اس کا بندہ ہوں جو ہے مسببُ الاسباب
یہ آسیؔ شیخ کے لطف و کرم کی بارش ہے
مرے یقین کی کھیتی ہے جو ابھی شاداب

نعتِ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

حبیبِ حضرتِ حق ، تاجدارِ عالی جناب
مقام وہم سے بالا کرم بروں ز حساب
اٹھی نگاہِ شفاعت جو میرے مولا کی !
بنی نسیمِ کرم دفعۃً سمومِ عذاب
نبی کے نور سے روشن ہے دیدۂ ایماں
نبی کے ذکر میں ہے چارۂ دلِ بیتاب
مرے کریم سے بڑھ کر نہیں کریم کوئی
مرے حضور نے کونین کو کیا سیراب
کسی نے جب بھی پکارا خدا کی رحمت کو
اٹھا حضور کے گنبد سے رحمتوں کا سحاب
پلائی ساقیِ کوثر نے خود مئے وحدت
خراب کیوں کرے اُمت کو شرکِ خانہ خراب
خدا کے فضل سے قوت ہے میرے بازو میں
نبی کے لطف سے مضبوط ہیں مرے اعصاب
میں بے سہارا نہیں ہوں کہ ساتھ ہیں میرے
خدا ، رسولِ خدا ، اہلِ بیت اور اصحاب
ملی یہ دولتِ جاوید آسیؔ مرشد سے
وگرنہ وہم تھا مجھ کو کہ عشق ہے نایاب

پروفیسر محمد حسین آسیؔ

... علی الکفار و رحماء بینہم

[illegible]

تبلیغ دین حق کی عظیم تحریک شیران اسلام کا ترجمان

ماہنامہ

مجلہ الحقیقۃ

(پاکستان)

جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ، اگست 2004ء — جلد نمبر 4 — شمارہ نمبر 10

فہرست

زر تعاون

پاکستان (فی پرچہ) 15 روپے، سالانہ بذریعہ ڈاک -/150

	فی پرچہ	سالانہ
یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
یو ایس اے	[illegible]	15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی، مینیجر دفتر الحقیقہ، لاثانی نگر شکرگڑھ

پبلشر: پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلہ الحقیقہ لاثانی نگر شکرگڑھ، فون نمبر 451734 (نارووال) سے شائع کیا

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

یونس - ۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمة الحقیقه | اداریہ

ذلیل ترین شخص وہ ہے جو اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلیم کی تعظیم کے خلاف سازشوں میں شریک ہوتا ہے

اے ہمارے غیرت نا آشنا صدر بے وقار

کیا تجھے معلوم ہے کہ اپنے نبیٔ محترم و معظم ﷺ کی عزت و عظمت کے خلاف سازشیں کرنا بدترین بے غیرتی، بدترین بیوفائی، بدترین منافقت اور بدترین بدقسمتی ہے۔ اے تحفظ ناموسِ رسالت ایکٹ کو برداشت نہ کرنے والے اور اسے کسی نہ کسی بہانے بے اثر کرنے کی سکیمیں سوچنے والے، کاش تجھے یاد آ جائے کہ

1: تو 'سید' کہلاتا ہے

2: یا کم از کم بزرگوں کی اولاد میں سے ہے

3: یا کم از کم حضور پرنور ﷺ کی امت میں پیدا ہوا ہے۔

اگر 'سید' ہے تو کیا تجھے یاد نہیں تیرے جد امجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے وقت کے جابر ترین 'شیطان' کا مقابلہ کر کے متعدد اہل بیت اور دیگر رفقاء کی شہادت کے خون سے چمن اسلام کو یزیدی صرصر سے بچا لیا تھا اور تو ہے کہ دور حاضر کے بدترین 'یزید' بش کی بندگی اور خوشنودی کے لئے ایمان و ایقان کی دولت کو خیرباد کر رہا ہے، افغانستان و عراق کے بارے میں تری پالیسی کتنی منحوس اور خلاف غیرت رہی ہے اور سوچ! تیرے دور میں بے حیائی اور فحاشی میں کتنا اضافہ ہوا، بے روزگاری اور مہنگائی کہاں تک پہنچی، تعلیمی پالیسی کیسی 'کافرانہ' بنیادوں پر چل رہی ہے، قتل و غارت کی رفتار کتنی تیز ہے، اللہ نے تجھے دو بار موت کے منہ سے نکالا مگر تجھے

پھر بھی سمجھ نہیں اور اس کا شکر ادا کرنے کی بجائے اپنے جھوٹے خدا 'بش' کی پوجا کر کے تو نے کائنات کے سچے خدا کے غضب کو دعوت دی ہے۔ سید نہ سہی، یہ تو ہے کہ ماضی قریب میں بھی تیرے آباؤ اجداد میں اہل عرفان و اہل دل موجود تھے، چلو یہ بھی نہ سہی، کم از کم حضور پرنور ﷺ کی امت میں تو پیدا ہوا ہے، کچھ نہ کچھ اسی کی شرم ہوتی۔ افسوس تو نے ہر پیاری نسبت سے آنکھ بند کر لی اور 'بش' کی بندگی میں یہاں تک پہنچ گیا کہ اللہ جل مجدہ کے سب سے بڑے حبیب لبیب حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کے ادب واحترام کے خلاف شیطانوں کی سازشوں کا آلہ کار بن گیا۔ بہانہ یہ کہ اس کے غلط استعمال سے کسی کی جان پر ظلم نہ ہو۔

ارے بدبخت! اس سوچ سے تو نے گستاخوں اور بے ایمانوں کو شہ دی ہے اور وہ منہ پھٹ عیسائی جو امریکہ کے سہارے اور اشارے پر محبوب خدا علیہ التحیۃ والثنا کی شان اقدس میں ہرزہ سرائی کرنا چاہتے ہیں، برساتی مینڈکوں کی طرح ٹرا رہے ہیں اور تجھ سے زیادہ اس ایکٹ کے خلاف شور مچا رہے ہیں۔ ہاں ہاں یہ امت مسلمہ کے ایمان کا امتحان ہے۔ اگر خدانخواستہ اس قانون کو بے اثر کر دیا گیا تو اے اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام سے غداری کرنے والے صدر، قدرت تجھے کبھی معاف نہیں کرے گی۔ تاریخ میں تیرا نام نمرود، فرعون، ہامان وغیرہ کی طرح ملعونوں کی فہرست میں آیا کرے گا۔ امت تیرے کسی پروردہ 'ناز راجپال' کو برداشت نہیں کرے گی اور گھر گھر میں علم الدین شہید پیدا ہوں گے۔ اس میں کیا شک ہے کہ قوم نے تیری بہت سی بے غیرتیوں کو برداشت کیا مگر اس بے غیرتی کو کہ ان کے 'آقا و مولا' ملجا و ماوی، حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کے خلاف زبان درازیوں کو تحفظ دیا جائے، قطعاً برداشت نہیں کرے گی۔ ہمارے خیال نہیں، یقین کے مطابق جس صدر کی شہ سے تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کو بدلا گیا، وہ صدر ملعون ہے، جس وزیر اعظم نے اس سلسلے میں بے حمیتی کا ثبوت دیا وہ وزیر اعظم ملعون ہے، جس اسمبلی نے ایمانی غیرت کا مظاہرہ نہ کیا وہ اسمبلی ملعون ہے۔ ہاں ہاں اب بھی وقت ہے، 'بش' جیسے شیطان ملعون کی پوجا کرنے والے اور اس کے اشاروں پر ناچنے والے صدر بے وقار، توبہ کر، اپنے اللہ کے غضب کو مت دعوت دے اور جس نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا کلمہ پڑھنے کا دعویٰ کرتا ہے، اس سے بے وفائی مت کر، ورنہ ایک آسی ہی کیا، زمین والے ہی کیا، آسمان والے ہی کیا، زمینوں آسمانوں کا خالق و مالک تجھ پر ہمیشہ لعنت بھیجے گا جیسے وہ ابوجہل اور ابولہب پر بھیجتا ہے۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی سخت گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

آخر میں دعا ہے، اے اللہ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی عزت و ناموس پر قربانی کا اعزاز عطا فرما اور سرخی خون شہادت سے مشرف فرما کر سرخرو فرما، اپنے محبوب و مطلوب ﷺ پر قربان ہونے والے سب شہیدوں کا صدقہ، ہمیں بھی اس امتحان میں کامیابی عطا فرما، خصوصاً میرے پیر و مرشد حضور نقش لاثانی قدس سرہ النورانی کا صدقہ جن کے در سے مجھے غیرت عشق ملی اور جو قبر میں بھی میرے لئے دعا گو ہیں، مردانہ وار شہادتگہ الفت میں قربان ہونے کی سعادت نصیب فرما، آمین۔

(۱۹) اتحادِ ملت کی ضرورت و صورت

بقلم محمد حسین

مولانا مودودی کی فکری بنیاد: آپ نے جناب مولانا مودودی صاحب کے ان نظریات وافکار وتحقیقات کا مطالعہ فرمایا جن کا تعلق سیدنا امام
مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے ہے۔ آپ نے اس بات کو نوٹ کر لیا ہوگا کہ سرور دو سرا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے حضرت امام رضی اللہ عنہ
کی جن علامات کا ذکر فرمایا ہے۔ مودودی صاحب نے نام کے سوا انہیں چھوا تک نہیں، اور ان سب کو یکسر نظر انداز کر کے بالکل اپنی مرضی یا اپنے پروگرام
کے مطابق ایک نیا مہدی تراش لیا ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جناب مولانا بات کے پکے ہیں اور کسی صورت بھی اپنے اصول سے انحراف نہیں کر
سکتے۔ چونکہ ان کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے کوئی رہنمائی نہ لی جائے، حضرت چونکہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے
میں جو جو علامات ملت اسلامیہ میں شہرت کا درجہ رکھتی ہیں، ان کا ماخذ یہی ذخیرے ہیں، لہٰذا ان سے گلو خلاصی ضروری ہے۔
ایک پرانی بات یاد آگئی۔ ہمارے ایک دوست مرحوم جو کسی زمانے میں مولانا مودودی سے بہت قریب تھے اور تہذیب مغرب پر انکی یلغار سے
بہت خوش تھے۔ ایک بار دوران گفتگو فرمانے لگے، مودودی صاحب سے آپ کو لاکھ اختلاف سہی، مگر ان کے دو کارناموں کا انکار نہیں کیا جا سکتا ایک یہ کہ
انھوں نے اسلام کو جدید انداز میں پیش کیا ہے اور دوسرا یہ کہ انھوں نے تہذیب مغرب کے خوب لتے لئے ہیں۔ میں نے کہا 'مجھے دونوں باتوں سے
اختلاف ہے میرا موقف یہ ہے کہ انھوں نے 'اسلام' کو نہیں بلکہ جدید اسلام کو جدید رنگ میں پیش کیا ہے، قدیم اسلام پر نظر ثانی کی اور جو بات طبع نازک پر
گراں گزری، اسے عرف عام کی زبان میں معاذ اللہ مسترد کر دیا۔ اب ان کا 'اسلام' گویا اسلام کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن ہے۔ یا یوں سمجھو ناسخ ومنسوخ کا مسئلہ
اب ایک جدید رخ اختیار کر گیا ہے۔ وہ بحثیں کہ حدیث کا نسخ آیت سے یا آیت کا آیت سے یا حدیث کا حدیث سے، بہت پرانی تھیں اور تفسیر وحدیث کے
پرانے ذخیروں میں تھیں لہٰذا مجدد کامل کی نظر میں ان کی کیا حیثیت رہ جاتی تھی، اب نیا دور ہے اس دور میں نئے مفکرین کو نئے گل کھلانے چاہئیں۔ چنانچہ
کسی آیت کے کسی مفہوم پر اگر ساری امت بھی متفق ہو اور حدیث کی کسی مراد پر اگرچہ اجماع بھی ہو، جناب مودودی صاحب کو 'حق' مل چکا ہے کہ تفسیر و
حدیث کے پرانے ذخیروں میں ہونے کے سبب جسے چاہیں 'منسوخ' فرما دیں۔ پھر آپ کو معلوم ہوگا یہ پرانا نسخ اخبار وواقعات سے تعلق نہیں رکھتا تھا بلکہ
احکام تک محدود تھا۔ مثلاً رکوع وسجود میں جاتے ہوئے رفع یدین کا پہلے حکم تھا، بعد میں منسوخ ہو گیا اور یہ حدیث سے حدیث کا نسخ ہے۔ خبر وواقعہ کا نسخ ہمیشہ
خارج از بحث رہا۔ مگر جناب مودودی صاحب کی عظمت دیکھئے 'اخبار' تک کو منسوخ کر دیتے ہیں، جس کی ایک مثال یہی حضرت سیدنا امام مہدی
رضی اللہ عنہ کی علامات ہیں، جو حدیث پاک میں مذکور ہیں۔ چنانچہ اب تک جس نے بھی امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، امت نے مجموعی طور پر انہیں علامات
کی روشنی میں جھوٹے مدعی کا جھوٹا دعویٰ پہچان لیا۔ ان علامات کو مودودی صاحب بھی اپنی راہ میں حائل سمجھتے تھے لہٰذا قدیم اسلام کے اس عنوان کو انھوں نے
ختم کر دیا اور نئے سرے سے اپنے امام مہدی کی علامات تصنیف فرما دیں۔ دوسرے کارنامے پر تبصرہ کرتے ہوئے میں نے عرض کیا، واقعی مولانا نے
تہذیب مغرب کا بڑے زور سے کیا مگر افسوس اپنے خاندان کو اس کی یلغار سے نہ بچا سکے۔ 'ممکن ہے تہذیب مغرب کی اس قربان گاہ پر، باقی قوم کو بچانے
کیلئے اپنے گھر کو بطور 'ہدیہ' قربان کر دیا ہو۔ (گویا یہاں بھی ان کی نیت اچھی تھی) جس اصول کا یہاں بار بار تذکرہ ہوا ہے۔ آیئے بطور تبرک انھی کے الفاظ
میں اسے بیان کریں
'قرآن اور سنت رسول ﷺ کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر وحدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔' الخ

پڑھانے والے ایسے ہونے چاہئیں جو قرآن اور سنت کے مغز کو پاچکے ہیں"۔ (تنقیحات ایڈیشن نمبر ۲۹ صفحہ ۱۴۰)

بلاواسطہ دسترس: ظاہر ہے حضرت مودودی ان مغز پانے والوں میں سب سے پہلے نمبر پر ہیں۔ باقی مغز پانے والے وہی ہوسکتے ہیں جو ان کے فیض یافتہ ہوں۔ ورنہ ان سے پہلے امت کا کوئی فقیہ و مجدد اور مفسر و محدث بھی کتاب و سنت کا مغز نہیں پاسکا۔ اس لئے وہ تفسیر و حدیث کے تمام پرانے ذخیروں سے نجات کرچکے ہیں۔ اس 'مغز یابی' کے لئے قرآن و سنت تک بلاواسطہ دسترس ضروری ہے، چنانچہ اسی کتاب میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں

"جب تک مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ قرآن و سنت تک بلاواسطہ دسترس حاصل نہ کرے گا، اسلام کی روح کو نہ

پاسکے گا، نہ اسلام میں بصیرت حاصل کرسکے گا۔ وہ ہمیشہ مترجموں اور شارحوں کا محتاج رہے گا" (تنقیحات۔ ۲۲۸)

غور فرمارہے ہیں آپ، مولانا قرآن و سنت تک بلاواسطہ دسترس حاصل کرنے کے لئے کتنے بیتاب ہیں اور ان کے نزدیک اسلام کی روح یا ان کے دوسرے لفظوں میں مغز پانے کا یہی طریقہ ہے۔ اب صحابہ کرام، تابعین وغیرہ جو تفاسیر و احادیث اکٹھی کرتے رہے اور بعد والوں تک پہنچاتے رہے ان کے اور ان کے تلامذہ کے علمی ذخیرے کتاب و سنت کی روح و مغز پانے میں حائل ہیں۔ انھیں آیات قرآنی کی تفسیریں اور حدیث کی روایتیں اپنے سینوں میں لے کر مزارات میں پہنچ جانا چاہئے تھا نہ یہ کہ ایک دوسرے سے سیکھنے سکھانے اور سننے سنانے کے انتظامات کے لئے مجالس و مدارس کا اہتمام کرتے کیونکہ ان کی ایسی کاوشوں کے مولانا مودودی کے مطابق حتمی اثرات ہوئے ہیں اور قوم کتاب و سنت کی روح سے دور ہوگئی ہے۔ ہاں ہاں تعلم و تعلیم کے لئے محنت شاقہ برداشت کرنے کی بجائے انگریزی دور کا انتظار کرنے چاہئے تھا کہ پروفیسر صاحب صاحبان پیدا ہوں تا کہ طرز جدید پر قرآن پڑھا سکیں۔ چنانچہ ارشاد عالی ملاحظہ ہو

"قرآن کیلئے کسی تفسیر کی حاجت نہیں۔ ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے جس نے قرآن کا بنظر غائر

مطالعہ کیا ہو اور طرز جدید پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو (تنقیحات، ص ۲۳۶)

مولانا کی اپنی تفسیر: دیکھئے مولانا کس 'خلوص' سے ان تفسیروں کے خلاف 'جہاد' کر رہے ہیں جو صدیوں سے مسلمانوں میں رائج ہیں اور جنھیں مسلمان قرآن و سنت سے دور ہونے کی وجہ سے احترام و اعتبار کی نظر سے دیکھتے رہے ہیں۔ مولانا کے نزدیک عام مسلمانوں کے برعکس ان بزرگوں نے تفسیریں لکھ کر (یا حدیثوں کے ذخیرے جمع کر کے) کوئی قابل قدر کارنامہ سرانجام نہیں دیا بلکہ امت مسلمہ کی منزل کھوٹی کردی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر خود مودودی صاحب کو تفسیر لکھنے کا کیا حق تھا اور انھوں نے جب خود یہ فرمادیا تھا کہ 'قرآن کے لئے کسی تفسیر کی حاجت نہیں' تو تفسیر لکھنے کی کیوں ضرورت محسوس کی اور اس 'بدعت' کا ارتکاب کیوں کیا؟ اس کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ مولانا کتاب و سنت کا مغز پاچکے ہیں اور ان سے پہلے لوگ چونکہ مغز نہیں پاسکے تھے لہذا مودودی صاحب کو تو تفسیر لکھنے کا حق تھا، انھیں ہرگز ایسا حق حاصل نہیں تھا۔ یہ ہے تفسیر کے بارے مودودی صاحب کا نقطہ نظر، اب اپنے آقا و مولا اللہ کے سب سے بڑے اور سب سے آخری رسول اکرم ﷺ کا ارشاد دیکھئے۔

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ کتاب العلم بحوالہ ترمذی)

ترجمہ۔ جس نے قرآن میں اپنی رائے چلائی، وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنالے

ایک اور ارشاد

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ (مشکوٰۃ کتاب العلم بحوالہ ترمذی و ابوداؤد)

ترجمہ۔ جس نے قرآن کریم (کے مفاہیم) میں اپنی رائے کو دخل دیا اور مفاہیم تک رسائی بھی حاصل کرلی، جب بھی غلطی کا ارتکاب کیا۔

دونوں مقدس حدیثوں کے پیش نظر مودودی صاحب کے 'مغز پانے' کا جائزہ لیا جائے تو ارشاد رسالتماب ﷺ کی روشنی میں علم تفسیر کا وہ ورثہ جو صدر اسلام سے چلا آرہا ہے اتنا اہم ہے کہ اسے چھوڑ کر اگر قرآن فہمی کی کوشش کرنے والا قرآن کی کسی آیت کے بارے میں درست بات بھی کردے تو بات کے درست ہونے کے باوجود اس کی یہ روش پسندیدہ نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس کے طرز علم و عمل کی بنیاد ہی 'خود رائی' پر ہے اور اس کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں۔ کیسی عجیب ہے مگر مولانا مودودی صاحب اسے تسلیم نہیں کرتے بلکہ اختلاف کرتے ہیں۔

ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جناب مودودی تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے (معاذ اللہ) اپنی بیزاری کے باوجود کیا انھیں بالکل نظر انداز کرتے ہیں یا کہیں کہیں ان سے کوئی استفادہ بھی کرتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ ہاں مولانا کہیں کہیں ان ذخیروں سے ضرور کوئی اقتباس قبول کرلیتے

ہیں مگر یہ مقام وہ ہوتا ہے جہاں انھیں اپنے نبی محترم و محتشم، رسول اعظم و اکرم ﷺ کے علم کا انکار مقصود ہوتا ہے، یا ان کی کسی اور فضیلت سے سرتابی مطلوب ہوتی ہے۔ معاذ اللہ ان کی عصمت پر حملہ کرنا ہوتا ہے یا معاذ اللہ اپنے زعم کے مطابق ان کی رائے کو (معاذ اللہ) کمزور ثابت کرنا ہو۔ یا پھر اس کے بعد کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی امانت و دیانت کے خلاف دلیل لانا ہو۔ یوں سمجھئے تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں میں ہزاروں روایات اللہ کے محبوب اعظم ﷺ کے گن گاتی ہیں نیز صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے فضائل بیان کرتی ہیں مگر مودودی صاحب کو ان سے کوئی غرض نہیں، یہ سب ان کے نزدیک غیر معتبر اور اسلام کے مغز و روح کے خلاف ہیں۔ ہاں جہاں وہ اپنی محققانہ و مجتہدانہ بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے والی امت ﷺ اور پاکان امت رضی اللہ عنہم کی عظمتوں کے خلاف زہر افشانی کر رہے ہوں تو انکی ہر روایت معتبر اور مستند ہو جاتی ہے۔ روایات میں اگر کہیں تضاد نظر آتا ہو تو بزرگان سلف کی طرح ان میں تطبیق کی کوشش انھیں پسند نہیں۔ ہاں اگر کہیں ابہام نظر آتا ہے تو اسے وہ راوی کی طرف نہیں بلکہ حضور ﷺ خود کی طرف لوٹاتے ہیں، معاذ اللہ معاذ اللہ۔ یعنی روایت کو کیوں تسلیم کیا، صرف یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حضور پر نور ﷺ کا فیصلہ قطعی نہیں تھا اور وہ اس لئے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضور ﷺ کا علم قطعی نہیں تھا۔ ایمان کی رو سے خصوصاً امتی کے لئے اس سے زیادہ شقاوت و قساوت کیا ہو سکتی ہے اور اسے منافقت کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ تفسیر و حدیث کے سارے پرانے ذخیرے بیکار، مگر ان میں صرف وہ روایات معتبر جن سے گستاخ رسول کو گستاخی کا موقع مل جاتا ہے۔

اتحاد کے نام پر انتشار: ہمارے ہاں علمائے اہل سنت، علمائے دیوبند اور غیر مقلد حضرات سب جن فضائل نبوت پر متفق ہیں اور جنھیں یہودیت و نصرانیت کے مقابلے میں اسلام کا امتیازی وصف کہا جا سکتا ہے، مولانا مودودی اکثر ان کے بھی منکر ہیں، مثلاً عقائد کے بیان میں عصمت نبوت کے بارے میں ان تینوں گروہوں میں کسی کو بھی انکار نہیں مگر مودودی صاحب جو اتحاد ملت کا نعرہ لگا کر میدان میں اترے تھے، عصمت کے اجماعی عقیدے سے بھی باغی ہیں۔ انھیں عصمت سے انکار نہیں بلکہ عصمت کے معروف شرعی تصور سے انکار ہے۔ نجانے مولانا مودودی صاحب کو امت کے لئے اس روش میں کیا فائدہ نظر آیا۔ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کے فضائل و کمالات کے انکار کرنے کرانے سے نجانے اسلام کو کیا تقویت ملی اور ملتی ہے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ باغیان رسول ﷺ کے اپنے نفس ملعون کی تسکین ہو جاتی ہے اور مودودی صاحب امت کو والی امت ﷺ سے دور کر کے خود کو علامہ مرکز ملت منوانے میں کچھ کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ ان کے جیالوں کو آیات و روایات سناتے جائیں۔ عملاً ان کے نزدیک اصل فیصلہ وہی ہے جو مودودی صاحب کر چکے ہیں۔ مثلاً حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور پر نور ﷺ کے ارشادات بھی آپ دیکھ چکے ہیں اور مودودی صاحب کا نقطہ نظر بھی ظاہر ہے جو دل سے کلمہ پڑھتا ہے، اس کے نزدیک تو اللہ کے حبیب اعظم ﷺ کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ ہے اور جان بوجھ کر اسے پس پشت ڈالنا کفر صریح کے مترادف ہے یعنی کسی کو حضور ﷺ کے فیصلے کے مقابلے میں کسی اور کا فیصلہ منظور ہے تو فرمایئے کلمہ پڑھنے کا مقصد کیا اور نبی کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ماننے کا کیا مطلب رہ گیا۔ جس شخص کا فیصلہ بھی حضور پر نور ﷺ کے فیصلے کے خلاف ہے اس کے منہ پر دے مارنے کے لائق ہے اور مومن کے نزدیک ایسا شخص جو اپنے ایسے فیصلے پر اصرار کرتا ہو اپنے دور کا شیطان ہے۔ مردود ہے، فرعون و نمرود ہے۔ آپ اسی معیار پر پرکھ لیجئے اور جماعت اسلامی کے کسی بھی فرد کو پوچھ کر دیکھ لیجئے کہ حضور پر نور ﷺ کے فیصلے کے خلاف مودودی صاحب کو فیصلہ کرنے کی جرأت کیونکر ہوئی۔ مودودی صاحب کی تحریر پھر پڑھ کر دیکھ لیجئے، بار بار انھیں اپنے اندازوں کے حوالے سے ہی اپنا نقطہ نظر پیش کرنا پڑا ہے۔ یوں سمجھئے چودہ صدیوں میں ایک مجدد و مفکر و مجتہد بھی وہ جرأت نہیں کر سکا، جو مودودی صاحب نے کی ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہاں ہاں یہ مقام نبوت سے صریحاً بغاوت ہے مگر مودودی صاحب اور ان کے جیالوں کے لئے اس میں کوئی حیرت و تعجب کی بات نہیں، کیونکہ ان کا یہ طرز علم وایمان ہے۔

اس موقعے پر یہ فیصلہ بھی کر لیجئے کہ مولانا مودودی صاحب کے فکر سے فتنۂ انکار حدیث کتنے قدم دور ہے۔ کہتے ہیں کہ دور حاضر میں حجیت حدیث کا سب سے بڑا منکر غلام احمد پرویز بھی کسی زمانے میں مودودی صاحب کے ترجمان القرآن میں مضمون لکھا کرتا تھا۔ بلکہ کہیں کہیں آپ انکار حدیث میں آپ کا انداز پرویز سے بھی زیادہ جارحانہ اور گستاخانہ ہو جاتا ہے مثلاً ایک جگہ اور کہتے ہیں

'اصول روایت کو تو چھوڑیئے کہ اس دور تجدید میں اگلے وقتوں کی بکواس کون سنتا ہے'

(مودودی صاحب اور ان کی تحریرات کے متعلق چند اہم مضامین بحوالہ ترجمان القرآن ج ۳۳ ص ۱۱۱)

مودودی اور دجال: آیئے اب دجال کے بارے میں مودودی صاحب کے 'فکر بلند' کا جائزہ لیں۔ یاد رہے اس سلسلے میں اہل سنت، علماء

دیوبند اور غیر مقلدین نے جو نتائج اخذ کئے ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سب کے نزدیک اس کا آنا یقینی ہے اور اس کا ظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے انھیں کے زمانے میں نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

"امام قرطبی نے اپنی مشہور کتاب التذکرہ میں لکھا ہے کہ دجال کی بابت جن سوالات کے تفصیلی جوابات حدیث میں آچکے ہیں، وہ یہ ہیں:۔

> اس کی حقیقت، سبب خروج، محل خروج، وقت خروج، شکل و صورت، ساحرانہ کرشمے، اس کا دعویٰ، اس کے قاتل اور وقت قتل کی تعیین اور یہ بحث بھی کہ وہ ابن صیاد ہے یا کوئی اور، اس بحث سے اس مسئلہ کا فیصلہ بھی ہو جاتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں موجود تھا یا نہیں (ترجمان السنہ بحوالہ فتح الباری)

آپ مودودی صاحب کی تحریریں پڑھیں تو آپ کو خود محسوس ہو جائے گا جہاں کہیں بھی کسی روایت سے ان کو یہ شبہ مل سکے کہ حضور ﷺ کو فلاں چیز کا علم نہیں تھا، ان کے دل کا سرور قلم سے ٹپکا پڑتا ہے گویا ان کا مقصود انھیں حاصل ہو گیا۔ وہاں انھیں، جیسا کہ اوپر گزرا، اس تحقیق سے بھی کوئی دلچسپی نہیں رہتی کہ سند کیسی ہے اور محدثین کے نزدیک اس کی حیثیت کیا ہے۔ حق یہی ہے کہ پسند خاطر نہ ہو تو بخاری و مسلم کی روایات کا بھی، جنھیں سب نے متفقہ طور پر تسلیم کیا ہے، سرے سے انکار کر دیں، اور ماننے پر آجائیں تو بزعم خویش 'مزاج شناس رسول' ہونے کی بنا پر ضعیف سے ضعیف روایت کو بھی قبولیت سے معاذ اللہ نواز دیں۔ مگر اس ضعیف سے ضعیف روایت کے لئے حضور پرنور ﷺ یا کسی بھی نبی و رسول علیہ السلام یا کسی بھی دوسرے مقبول بارگاہ خداوندی کی فضیلت کے انکار پر مشتمل ہونا ضروری ہے بلکہ توڑ موڑ کر کسی نہ کسی بہانے انکار کے مضمون کا شائبہ پیدا ہو سکتا ہو تو بھی برداشت ہو سکتی ہے۔

چنانچہ حدیث پاک کے بارے میں ان کا معیار انھیں کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

> "آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں ہے، ہم سند کی صحت کو حدیث کے صحیح ہونے کی لازمی دلیل نہیں سمجھتے۔ ہمارے نزدیک سند کسی حدیث کی صحت معلوم کرنے کا واحد ذریعہ نہیں ہے بلکہ وہ ان ذرائع میں سے ایک ہے جن سے کسی روایت کے حدیث رسول ﷺ ہونے کا ظن غالب حاصل ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہم یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ متن پر غور کیا جائے، قرآن و حدیث کے مجموعی علم سے ہمیں دین کا جو فہم حاصل ہوا ہے اس کا لحاظ بھی کیا جائے اور حدیث کی وہ مخصوص روایت جس معاملہ سے متعلق ہے اس معاملہ میں قوی تر ذرائع سے جو سنت ثابتہ ہمیں معلوم ہو، اس پر بھی نظر ڈالی جائے۔ علاوہ بریں اور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا لحاظ کئے بغیر ہم کسی حدیث کی نسبت نبی کی طرف کردینا درست نہیں سمجھتے (رسائل و مسائل حصہ اول)
>
> نوٹ: اسی بنا پر وہ تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں کو بیکار سمجھتے ہیں۔

اب آیئے دجال کے بارے میں ان کی تحقیق انیق کی طرف، بعض روایات کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں "ان مختلف روایات پر جو شخص بھی مجموعی نظر ڈالے گا وہ اگر علم حدیث اور اصول دین سے کچھ بھی واقف ہو تو اسے یہ سمجھنے میں کوئی زحمت پیش نہ آئے گی کہ اس معاملہ میں حضور ﷺ کے ارشادات دو اجزا پر مشتمل ہیں:

جزو اول یہ کہ دجال آئے گا، ان صفات کا حامل ہوگا اور یہ فتنے برپا کرے گا۔ یہ بالکل یقینی خبریں ہیں جو آپ نے اللہ کی طرف سے دی ہیں۔ ان میں کوئی روایت دوسری روایت سے مختلف نہیں۔

جزو دوم یہ کہ دجال کب اور کہاں ظاہر ہوگا اور وہ کون شخص ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ روایات مختلف ہیں بلکہ اکثر روایات میں شک اور شبہ اور گمان پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی مروی ہیں۔ مثلاً ابن صیاد کے متعلق آپ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانا، کہ اگر دجال یہی ہے تو اسکے قتل کرنے والے تم نہیں ہو اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو تمہیں ایک معاہد کو قتل کرنے کا کوئی حق نہیں۔ یا مثلاً ایک حدیث میں آپ کا یہ ارشاد کہ 'اگر وہ میری زندگی میں آگیا تو میں حجت سے اس کا مقابلہ کروں گا ورنہ میرے بعد میرا رب تو ہر مومن کا حامی و ناصر ہے ہی'۔ (رسائل و مسائل حصہ اول زیر عنوان تحقیق حدیث دجال)

جناب مودودی صاحب کے ارشاد عالی کے اولین جملے کو سامنے رکھئے اور انھوں نے 'علم حدیث اور اصول دین سے کچھ بھی واقفیت' کا جوڑ کر فرمایا ہے، ان کے اپنے فکر کی روشنی میں کتنا مضحکہ خیز ہے۔ نجانے علم حدیث اور اصول دین سے واقفیت کا جوڑ کر انھوں نے کیا ہے اس سے ان کی کیا مراد ہے۔

کیونکہ علم حدیث اور اصول دین سے واقفیت والے دوسرے حضرات تو ان کے نزدیک حقیری تھیں۔ وہ تو اس سلسلے میں امام بخاری اور امام مسلم جیسی شخصیات کی تحقیقات کی پرواہ بھی نہیں کرتے اور کانڈھی کی طرح انھیں جو مخصوص باطنی نور (Inner light) حاصل رہا ہے۔ اس کی روشنی میں تو بڑے بڑے مجتہد ومجدد حتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ان کے علمی وتحقیقی معیار پر پورے نہیں اترے۔

خیال فرمایئے: اگر ارشادات کا جزو اول شک وشبہ سے بالاتر اور بالکل یقینی خبروں پر مشتمل ہے تو مودودی صاحب یوں کہنے میں کس حد تک حق بجانب ہیں "یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں" (رسائل ومسائل حصہ اول)

رہ گیا ارشادات کے جزو دوم کے بارے میں مودودی صاحب کی فکری طیاوہ تو اس سلسلے میں انھیں کے الفاظ میں سنئے

"یہ آپ کو نہیں بتایا گیا کہ وہ (دجال) کب ظاہر ہوگا کہاں ظاہر ہوگا اور یہ کہ آیا وہ آپ کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے یا آپ کے بعد کسی بعید زمانہ میں پیدا ہونے والا ہے"

ان الفاظ میں مودودی صاحب کا انداز کتنا جارحانہ وباغیانہ وجاہلانہ ہے۔ جناب والا کو کیونکر معلوم ہوا کہ اللہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو یہ علم نہیں دیا۔ کیا اللہ نے قرآن حکیم میں اس کی وضاحت کی یا حضور پرنور ﷺ نے اعلان کیا کہ فلاں فلاں چیز کا مجھے علم نہیں۔ معاذ اللہ یہ بغض رسول نہیں تو کیا ہے۔ ہزار ہا حکمتیں ہوتی ہیں علم ظاہر نہ کرنے کی۔ مگر دشمن بدبخت کو ایک ہی بات کا علم ہے کہ حضور (ﷺ) کو علم نہیں۔ کاش منہ پھٹ حضرات کو یہ علم ہوتا کہ بعض اوقات تقدیر کا کوئی راز معلوم ہوتے ہوئے بھی اسے ظاہر نہ کرنا حکمت کا تقاضا بھی ہوسکتا ہے (جو ایسے مواقع پر یقیناً ہے) کاش ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے قرآن پر ہی ایمان ہوتا جس کا واضح اعلان ہے

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (النساء: ۱۱۳)

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

میں پوچھتا ہوں، دجال کے ظہور کا علم اگر نہیں تھا تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت نزول کا علم بھی تھا یا نہیں۔ یا آپ لوگوں کے خیال میں ایسا کوئی علم بھی حضور ﷺ کو نہیں دیا گیا۔ جس سے آپ لوگوں کو محروم رکھا گیا ہے۔ (کیسی شرم کی بات ہے کہ کسی بھی پست ہمت وپست فطرت کو جس بات کا علم نہیں، اسے یہ کہتے ہوئے تو شرم آئے کہ مجھے فلاں بات کا علم نہیں یا میں فلاں بات نہیں سمجھ سکا، مگر یہ بات کہتے ذرا حیا نہیں آتی کہ حضور ﷺ کو فلاں بات کا علم نہیں تھا حضور ﷺ کے علم کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور منافقین کے عقیدے اور فکر میں یہی فرق تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بات بات پر الله و رسوله اعلم (یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو زیادہ علم ہے) کہا کرتے تھے مگر منافقین کا نتیجہ فکر یہی ہوتا تھا کہ حضور (ﷺ) معاذ اللہ کچھ نہیں جانتے۔ چنانچہ ان کی منافقت کا شعار یہ جملہ تھا ما يدريه بالغيب (ان کو غیب کی کیا خبر)

تفسیر درمنثور، طبری میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق ایک ایسے ہی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ○ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ط (سورۃ توبہ ۸)

ترجمہ: اور (اے محبوب) اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے، مسلمان ہو کر

سوچئے جب حضور اکرم ﷺ بار بار تصریح فرما رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے تو ظاہر ہے وہ آسمان سے اتر کر ہی یہ فریضہ خداوندی سرانجام دیں گے، پھر روایات سے یہ بھی واضح ہے کہ وہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں نازل ہوں گے۔

ابن صیاد کو قتل کرنے سے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کا روکنا مودودی صاحب کے وہم وزعم کے مطابق (معاذ اللہ) شک کی بنا پر تھا بالفاظ دگر حضور پرنور ﷺ کے علم قطعی کو شک وشبہ سے متصف کرنا "مجدد کامل" کوئی ریا دج ہے ورنہ اس سے پہلے جتنے بھی "ناکامل مجددین" آئے، یہ جرأت نہ کر سکے اور کرتے بھی کیوں، وہ تو اپنے اپنے دور میں اور اپنے اپنے ماحول میں بڑھ چڑھ کر حضور پرنور ﷺ کے فضائل وکمالات کے گن گاتے رہتے تھے اور اسی کو حاصل زندگی سمجھتے تھے۔ مگر افسوس اس "مجدد کامل" کی ساری زندگی محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کی عظمتوں کے خلاف محاذ آرائی کرتے گزر گئی اور آخر تک عشق رسول ﷺ کے مس تک سے نابلد رہے۔

تو ظاہر ہے جب حضور ﷺ صراحت فرما رہے ہیں ... حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اور ... آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے تو پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ... حضور ﷺ ... ظاہر ہے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دجال کا خروج یہ وقیامت کی علامات کبریٰ میں شامل ہیں۔ علامات کبریٰ (یعنی بڑی بڑی علامات) وہ ہیں جو قیامت کے بالکل قریب اور پے در پے ظاہر ہوں گی۔ ... ہوئے حقائق کے ... مودودی صاحب کا رسول اکرم ﷺ کا علم شک و شبہ سے پاک نہیں تھا ... سے ... مشکوٰۃ اقتباسات سے

مودودی صاحب کا انتہائی زہریلا انداز ملاحظہ ہو۔

اس کے متعلق جو مختلف باتیں حضور ﷺ سے احادیث میں منقول ہیں ان کا اختلاف خود بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ حضور ﷺ کے علم میں یہ چیز ... ہوتا ہے کہ آپ نے یہ بات ... نہیں بلکہ ... ہیں۔ کبھی آپ نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ دجال خراسان سے اٹھے گا کبھی یہ کہ اصفہان سے اور کبھی یہ کہ شام و عراق کے درمیانی علاقے سے۔ پھر کبھی آپ نے ابن صیاد نامی ایک یہودی بچے پر جو مدینہ میں ... پیدا ہوا تھا یہ شبہ کیا کہ شاید یہی دجال ہو اور آخری روایت یہ ہے کہ ۹ھ میں جب فلسطین سے ایک عیسائی راہب (تمیم داری) نے آکر اسلام قبول کیا اور آپ کو یہ قصہ سنایا کہ ایک مرتبہ وہ سمندر میں ... سفر کرتے ہوئے ایک جزیرے میں پہنچے اور وہاں ان کی ملاقات ایک عجیب شخص سے ہوئی جس نے بتایا کہ وہ خود ہی دجال ہے تو آپ ﷺ نے ان کے بیان کو غلط نہیں سمجھا ... البتہ اس پر اپنے شک کا اظہار فرمایا کہ اس بیان کی رو سے دجال بحر روم یا بحر عرب میں ہے مگر میں گمان کرتا ہوں کہ وہ مشرق سے ظاہر ہوگا۔

علم نبوت ... غیر منطقی اور ... کو ... غیر معتبر ثابت کرنے ... عیسائی مستشرق ... کا قلم ... رسول اللہ ﷺ ... پہلو ... رسالت مآب ﷺ کا ... جہاں تحقیق ضروری ہوتی وہاں تحقیق ... جسارت ... نہیں کی ... مودودی ... محسوس ہوتا ہے۔ ... حدیث مبارکہ ... ایک ... ہو گا

اسی سے ہے!

فَأَسِيرَ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدَعَ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا (مسلم)

ترجمہ: ... میں نکل کر زمین میں ... چالیس راتوں میں ... کوئی ایسی بستی نہ رہے گی جس میں نزول نہ ہو مگر مکہ اور مدینہ طیبہ ... دونوں مجھ پر حرام ہیں۔

جب ہر بستی میں اترے گا تو ... بستی سے نکلے گا تو اس کی صورت میں خصوصیت سے ... تمام مقامات ... مشرق میں ہوں ... سے کیا فرق پڑتا ہے ... ہی کا شہر ہے۔ جغرافیائی اعتبار

سے شام و عراق بھی زیادہ دور نہیں۔ پھر مشہور روایت کے مطابق تو دمشق کے درمیان حلقے سے ان کا ظہور ہوگا تو مشرق میں واقع اور بہر قریب ہونے کی بنا پر یہ ممکن ہے یہ بات بیان ہو سکتی ہے کہ ظہور سے کچھ پہلے یا بعد اس کا پھیرا قریب کے علاقوں میں ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت تمیم داری کا واقعہ

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واقعے سے مولانا بہت بد کے ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے جو جس کی بات میں ایک عظیم حقیقت ہے، جس کو سن کر صداقت کا یقین ہو جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے سب سے بڑے دشمن سے جو قدرت خداوندی سے ایک جزیرے میں جکڑا ہوا ہے حضور اکرم ﷺ کی مدنی و شام کی زیارت سنا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے والا پھر کاش اس واقعے سے بھی زیادہ متاثر نہیں ہوتا، بلکہ اس واقعے کو مشکوک قرار دینا چاہتے ہیں اور تو اور خود رب العالمین نے اپنی حقانیت کی دلیل فرما کر اپنے مخلص صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کو مزید سرور و اطمینان سے نوازا۔ یہیں سے یہ حقیقت کھل کے سامنے آ جاتی ہے کہ ان شامل ہونے کا تاثر دیتے ہیں۔ کیسی الٹی کھوپڑی اور اوندھی عقل کا مالک ہے۔ ذرا حقیقت سے سوچئے ایک طرف رسول عربی و محبوب مدنی ہیں ﷺ جو مدینہ منورہ میں دجال کے حالات بیان فرما رہے ہیں اور دوسری طرف وہ خود دجال ہے، جو بحکم قدرت خداوندی سے کسی دور دراز ایک جزیرے میں ایک غیر مسلم سے مل جاتا ہے اور ہو بہو وہی تفصیلات بیان کرتا ہے تو اللہ کے سچے نبی ﷺ کی نبوت کی کتنی واضح دلیل ہے مگر ان دشمنوں سے یہ کیونکر مطمئن کیا جا سکتا ہے یہ تو اس زمرہ جہلا میں شامل ہے جس کی تعریف حق قرآن پاک میں صم بکم عمی (یعنی بہرے، گونگے، اندھے) کے الفاظ میں فرمائی گئی ہے۔

حدیث تمیم داری رضی اللہ عنہ کے آخری جملے کا ترجمہ جو مودودی صاحب نے کیا ہے، پھر ایک بار دیکھیں

وہاں ان کی ملاقات ایک عجیب شخص سے ہوئی اور اس نے انہیں بتایا کہ وہ خود ہی دجال ہے تو آپ ﷺ نے ان کے بیان کو بھی مضبوط کرنے کی کوئی وجہ نہ سمجھی۔ صرف اس پر اپنے شک کا اظہار فرمایا کہ اس بیان کی رو سے دجال بحیرہ روم یا بحر عرب میں ہے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ مشرق سے ظاہر ہوگا

غور کیجئے کتنا زور لگایا جا رہا ہے کہ نبی ﷺ کے علم و یقین کو مشکوک قرار دیں پر جماعت اسلامی والوں سے نہیں دوسرے اسلامی والوں سے پوچھتا ہوں کہ اسلام کے سچے مبلغ اور ترجمان سے کیا یہی توقع ہوتی ہے کہ صداقت کی تبلیغ و اشاعت کے بجائے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بات کو مشکوک ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دے۔ آخر اگر اس حقیقت کو جس نبی کا علم مشکوک ہو جائے تو ایک فلسفی یا ایک سائنسدان سے زیادہ اس کی کیا حیثیت رہ جائے گی اور قرآن پاک یا اسلام بلکہ خدا کی توحید پر ایمان لانے کے لئے کوئی دلیل باقی نہ ہوگی۔ جب سائنسدان کے فیصلے بدلتے رہتے ہیں، فلسفی کی تحقیق بھی ایک حال پر نہیں رہتی۔ یہ نبی علیہ السلام ہی کی ذات پاک ہوتی ہے جس کی بات اٹل ہوتی ہے کیونکہ عالم غیب ان اٹل حقیقتوں سے اسی کی راہ سے متعارف کرانا ہوتا ہے اور ایمان بالغیب کی بنیاد صرف اور صرف نبی کا بیان ہی ہوتا ہے۔

ہزاروں فلاسفہ کی چناں و چنیں رہی
لیکن نبی (ﷺ) کی بات جہاں تھی وہیں رہی

مودودی صاحب کے ان الفاظ کو ذرا سامنے رکھئے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور کیا بتانا چاہتے ہیں۔

"تو آپ نے ان کے بیان کو بھی مضبوط کرنے کی کوئی وجہ نہ سمجھی۔"

دیکھا آپ نے؟ یعنی معاذ اللہ یہاں تو صداقت مگر حضور ﷺ نے مضبوط کرنے کی کوئی وجہ نہ سمجھی کیونکہ بزعم مودودی حضور ﷺ کو اس کا یقینی و حتمی علم نہیں دیا گیا تھا۔ حالانکہ پوری حدیث پڑھ لیں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بیان کو قطعاً مشکوک نہ ٹھہرایا بلکہ حضور نے ایک ایک جملے پر اعتماد کیا ہے

[illegible]

[illegible]

البتہ اس پر اپنے شک کا اظہار [illegible] مگر

خیال کرتا ہوں کہ وہ مشرق سے ظاہر ہوگا

اصل عربی متن جس کا ترجمہ شاہ صاحب نے اوپر کے جملے میں فرمایا ہے یوں ہے

أَلَا إِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ
(مسلم)

اس کا ترجمہ وحید الزماں (غیر مقلد) نے یوں کیا ہے

خبردار ہو کہ وہ دریائے شام یا دریائے یمن میں ہے نہیں بلکہ وہ پورب کی طرف سے وہ پورب

کی طرف ہے وہ پورب کی طرف ہے وہ پورب کی طرف ہے (شاید ہندوستان کے کسی جزیرہ میں ہو)

اور آپ نے اشارہ کیا پورب کی طرف۔ (ص ۲۰۷)

جناب سید بدر عالم (دیوبندی) اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں

دیکھو وہ بحر شام یا بحر یمن (راوی کو شک) بلکہ مشرق کی جانب ہے اور اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔

(ترجمان السنہ جلد ۴)

دیکھئے کسی نے بھی ان شکوک و شبہات کا ترجمہ نہیں کیا جو جناب مودودی کو سوجھے ہیں اور جن کے بیان سے مسلمانوں کے ذہن میں وسوسے [illegible] (اور یہ وسوسے ڈالنے والوں کی پہچان ہے)

الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ (الناس ۵، ۶)

ترجمہ وہ (شیطان) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی

اب ایک عاشق رسول مفسر [illegible] صاحب نعیمی کی طرف سے اس کی شرح یوں کرتے ہیں

[illegible] مطلب یہ ہے کہ دجال کبھی بحر شام میں مقید ہوتا ہے اور کبھی بحر یمن کی جیل میں رکھا جاتا ہے ... یا یہ مطلب ہے کہ وہ شمالی یمنی جیلوں میں مقید رہتا ہے مگر قریب مدینہ منورہ میں ... بلکہ مشرق کی طرف سے آئے گا ... مدینہ منورہ سے شام جانب شمال ہے اور یمن جانب جنوب اور عراق جانب مشرق ... یہ ہے محبوب ﷺ کا علم دیکھا آپ نے؟ حضور پرنور ﷺ کے علم کی بات جو غلط سمجھا ... وہ حضرت مودودی کا ہے ... ان کا ترجمہ قرآن پاک کا ترجمہ و تفسیر کرتے وقت ہوتا ہے۔

حق یہ ہے کہ خدا کے خوف و تقویٰ کی اصل پہچان ادب رسول ﷺ سے ہوتی ہے، جس کے دل میں حضور پرنور ﷺ کا ادب نہیں اس میں اللہ کا خوف بھی نہیں۔ اور یہ حقیقت قرآن پاک میں بڑی وضاحت سے بیان ہوئی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ
لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (الحجرات ۳)

ترجمہ بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (کنز الایمان)

واضح ہو گیا کہ حضور پرنور ﷺ کے ادب و احترام کے بغیر تقویٰ ممکن ہی نہیں اور قرآن پاک کی سمجھ انہیں کو میسر آتی ہے جو اہل تقویٰ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس بات کی وضاحت قرآن ہی فرماتا ہے ... قرآن پاک کو سمجھنے کی خواہش رکھنے والے جان لیں کہ اس مقصد کے لئے خوف خدا کی کیا اہمیت ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ (البقرہ ۲)

ترجمہ: (یہ کتاب) ہدایت ہے ڈر والوں کو

کیسا دردناک لطیفہ ہے کہ قرآن پاک کی رو سے جنہیں فہم قرآن ہی میسر نہیں، وہ تفسیر قرآن لکھتے ہیں۔ اس موقع پر ہمارے ہاں ظریف میاں امیر مولوی کا پنجابی شعر حسب حال ہے

ے راہ چلدیاں چلدیاں راہیاں نوں آ جاندا اے جہاڑی موڑ کوئی !!

[illegible]

یاد رہے کہ بے ادب اور متکبر در حقیقت اخلاق ہیں شیطان کے کہ جو آدم سے انکار کیا تھا۔

اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۖ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرہ ۳۴)

ترجمہ: منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا

بہر حال بے ادب متکبر و مغرور ہوتا ہے اور اللہ کا قانون یہ ہے کہ متکبر کو اللہ ہدایت کی سمجھ نہیں دے سکتا۔ دیکھئے

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۔ [illegible]

ترجمہ: اور میں اپنی آیتوں سے انہیں پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں۔

یاد رہے کہ ایک غرور و تکبر ہے عام مسلمان کے مقابلے میں جو حرام ہے اور ایک غرور و تکبر ہے اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں، یہ تکبر کی بدترین قسم ہے اس سے انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ملعون ہو جاتا ہے۔ آپ اس تکبر پر تحقیق کا لیبل لگائیں یا توحید کا، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابل غرور و تکبر بالخصوص نبی، بلکہ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے مقابلے میں غرور و تکبر بدترین شیطنت و ملعونیت ہے، بقول حافظ مظہر الدین علیہ الرحمہ

ایک توحید تو شیطان کی بھی ہے

دیکھ سرکار کا انکار سوا ہے (ﷺ)

غرض مولانا صاحب جنہیں آج کل ان کے چیلے امام العصر تصور کرتے ہیں وہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے چشم دید حالات کی توثیق سے بھی انکاری ہے۔ غالباً اس لئے کہ اگر انہوں نے دجال ہی کو دیکھا ہے اور زنجیروں میں جکڑا ہوا شخص واقعی دجال تھا تو پھر وہ صدیوں تک ظاہر کیوں نہیں ہوا۔ یہاں عقل کی انتہا بھی ہے کہ جو نظر آتا ہے اسے چھپنا نہیں چاہئے اور منظر عام پر آ جانا چاہئے۔ مگر زنجیروں میں جکڑے کا مطلب ہی یہی ہے کہ اس کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا اور جب اس کے ظہور کا وقت آئے گا اسے قید و زنجیر سے آزاد کر دیا جائے گا۔ حضور پرنور ﷺ کے بارے میں مودودی صاحب اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے بیان کی تصدیق کر کے گویا دجال کے ظہور کا تاثر دیا تھا حالانکہ حدیث کے الفاظ میں ایسی کوئی بات نہیں۔ دجال کے اپنے بیان سے (جو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے نقل کیا تھا) یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس کے ظہور کو بھی عرصہ درکار ہے۔ اس کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ بیسان (جو شام کی ایک بستی ہے) کی کھجوروں میں پھل آتے ہیں بحیرہ طبریہ اور چشمہ زغر کے خشک ہونے کے کہیں بعد اس کا ظہور ہوگا۔ حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ یہ باتیں حضور ﷺ پہلے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنا چکے تھے۔ کتنا تعجب ہے کہ اتنی صریح صورت حال کے بعد بھی مودودی صاحب کو یہی شبہ ہے کہ حضور ﷺ اس کے ظہور کو بہت قریب مانتے تھے۔

مودودی صاحب کی پریشان فکری کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دجال اتنے عرصے کیونکر زندہ رہے۔ شاید انہیں یہ سمجھ نہیں آئی کہ جو قادر مطلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صدیوں سے آسمان پر زندہ رکھے ہوئے ہے وہ اپنی قدرت و حکمت سے کسی اور کو زمین پر بھی زندہ رکھ سکتا ہے۔ ان کی عبارت سے ظاہر ہے کہ مودودی صاحب کو دجال کی ذات و صفات پر ایمان ہے (اگرچہ حضور پرنور ﷺ کی روایت پر اعتماد نہیں) چنانچہ فرماتے ہیں

جز واں یہ کہ دجال آئے گا، ان صفات کا حامل ہوگا اور یہ فتنے برپا کرے گا، یہ بالکل یقینی خبریں ہیں جو آپ نے اللہ کی طرف سے دی ہیں۔ (رسائل و مسائل حصہ اول)

اگر واقعی دجال پر ان کا ایمان مضبوط ہے تو اس کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ مردے زندہ کرے گا، چنانچہ ایک مومن کو اس کا دو حصوں میں چیرنا پھر دونوں حصوں میں سے گزرنا اور پھر سے زندہ کرنا بھی مذکور ہے۔ جب یہ بات مسلم ہے تو کسی حکمت سے خود اسے ایک لمبی عمر مل جائے تو اس میں کیا تعجب

۲۔ ناصحیہ روایت جو مسلم شریف ہے مندرجہ ذیل احادیث ہیں ان میں سے ایک میں فرماتے ہیں

مقدمہ [illegible] یہ قیامت کے قریب دجال جو عدل سے کام لے گا حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جائے گا" (صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی مترجم)

ممکن ہے اس کو تصرفات عطا فرمائے ہیں یہ حکمت بھی ہو کہ دنیا والے دیکھ لیں اللہ ہی کی حکمت ہے اپنے بندوں میں جس کو یہ تصرفات عطا کر سکتا ہے تو اپنے محبوب بندوں کو کیا کچھ نہیں دے سکتا (اس سے مجھے معلوم ہے کہ جو لوگ اولیاء اللہ کے حق میں تصرفات کا اس لئے انکار کرتے ہیں کہ یہ کام خدا ہی کر سکتا ہے کسی کو یہ طاقت نہیں ہے۔ دجال اس وقت بھی شعبدوں سے جب کے شیطانی تصرفات دیکھ کر اس کی بندگی اختیار کرے گی۔ یہ تو ہم مسلمانوں پر رحمت ہے کہ کسی پر سند حاصل کا نتیجہ ہے جو الحق دیکھ کر بھی اہل اسلام کو اللہ کا بندہ ہی مانتے ہیں اس کا شریک نہیں مانتے بلکہ جس کی برکت اور رحمت واحد لاشریک اللہ ہے پے سب محبوبان خدا کی ولایت جو بخشش ہے بھی عبدہ و رسولہ (یعنی اس کا بندہ اور اس کا رسول) ہی کہتے اور مانتے ہیں۔)

مودودی صاحب نے حدیث کے آخری حصے کے چند الفاظ سے بھی یہ نتیجہ نکالا ہے اور بحر الشام یا بحر الیمن یعنی بحر شام یا بحر یمن میں حرف او (یعنی یا) سے بھی ہچکے ہیں۔ اس کے ساتھ او (یعنی یا) شک کا مظہر ہے، انہیں کون سمجھائے کہ اس شک کا تعلق حضور پرنور ﷺ سے نہیں، بلکہ راوی سے ہے یعنی حضور پرنور ﷺ کو شک نہیں بلکہ راوی شک میں ہے۔ لیکن مودودی صاحب نا کو اللہ کے اس حبیب کریم ﷺ کے علم پر، جس سے ارشاد فرمایا

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَتَلَا وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ (مشکوٰۃ بحوالہ دارمی ترمذی)

ترجمہ: سو میں نے آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے جان لیا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی و کذلک نری یعنی اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت دکھائی تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائیں۔

نوٹ: یہ سورہ انعام کی آیت ہے اور سورۂ بقرہ میں آیت الکرسی کے الفاظ کی طرف۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

ترجمہ: اسی (اللہ) کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔

فرمانے کہ اللہ کی ملکیت کا ما ما فی السموٰت و ما فی الارض کے الفاظ سے ہے تو انہیں الفاظ حضور ﷺ کے علم کا ذکر کرایا ہے۔ گویا اللہ کی ملکیت میں آسمان کی ہر چیز داخل ہے تو حضور اس کی ہر چیز کے عالم ہیں ﷺ

مگر حضور پرنور ﷺ کے علم کو محدود و مشکوک ٹھہرانے کے لیے مودودی کی سعی ناپاک کا یہی انداز ہے تو یقین جانئے انہیں قرآن پاک کی بھی سمجھ نہیں۔

غور کیجئے ایک آیت

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ (المومن ۷۷)

ترجمہ: تو تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو اگر ہم تمہیں دکھا دیں کچھ وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا تمہیں پہلے ہی وفات دے دیں، بہرحال انہیں ہماری ہی طرف پھرنا۔

مقصود یہ ہے کہ کافروں پر کچھ عذاب حضور پرنور ﷺ کی حیات ظاہری میں آئے یا وصال شریف کے بعد، بہرحال انہیں خدائی بارگاہ میں ضرور لوٹنا ہے۔ اب یہاں مودودی صاحب کا پروردہ شخص یہ نتیجہ نکالے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی علم نہیں تھا کہ عذاب کب نازل ہوگا، حضور پرنور ﷺ کے وصال شریف سے قبل یا بعد میں، تو کون اس کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے کیونکہ ہمارے محاورے کے مطابق "اگر دشمن مارے نہ نچے، جیسے جان چھڑپ" حالانکہ یہاں مقصود ہے کافروں کی بے بسی کا بیان، اسی طرح یک اور آیت بھی ان منکرین کو سناتا ہوں۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ
(الفتح ۲۷)

ترجمہ: بیشک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب، بیشک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن و امان سے۔

[illegible] تفہیم القرآن کا کوئی پڑھنے والا [illegible] کر شک کا اظہار کرے تو [illegible] سکتا ہے کیونکہ اس کی علمی و تحقیقی تربیت [illegible] کی [illegible] فرمائی ہے۔

ابن صیاد: مودودی صاحب نے [illegible] کی طرح چھپایا ہوا ہے۔
[illegible] ایک حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے [illegible] جب [illegible] کی اجازت چاہی تو ارشاد ہوا

اِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَهُ اِنَّمَا صَاحِبُهُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَاِنْ لَّا يَكُنْ هُوَ فَلَيْسَ لَكَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْعَهْدِ

ترجمہ: اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس کے قاتل نہیں، اس کو تو عیسیٰ بن مریم قتل کریں گے اور یہ وہ نہیں تو ایسے بچے کا قتل کرنا خیر کی بات نہیں جو ہمارے عہد میں داخل ہو (یعنی ہماری رعایا ہے)

[illegible] سے بھی مودودی صاحب کو شک و شبہ کا مرض [illegible] ہو [illegible] حضور پرنور ﷺ نے پیغمبرانہ انداز میں عقل کی تربیت فرمائی ہے اور [illegible] نتیجے پر پہنچنے کا ڈھب سکھایا ہے۔

سوچئے جب حضور پرنور ﷺ نے [illegible] عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت کی علامات کبریٰ میں داخل فرما دیا ہے تو ظاہر ہے کہ [illegible] مریم [illegible] کے قریب [illegible]۔ [illegible] عیسیٰ علیہ السلام کا قتل کرنا بھی یقینی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے کچھ عرصہ پہلے نازل ہونا بھی حتمی ہے۔ [illegible] دونوں باتوں کو سامنے رکھ کر [illegible] حضور پرنور ﷺ کو یقین نہیں [illegible] ابن صیاد [illegible] جس کا ظہور قیامت کے قریب ہوگا۔ پھر ان کا قتل [illegible] سے اس بنا پر بچانا کہ وہ ذمی ہے جناب فاروق اعظم علیہ الرضوان کو ذمیوں کے حقوق کا احترام سکھانا مقصود تھا۔ [illegible] تعلیم [illegible] ہوئے تھے مگر مودودی صاحب کو اس سے کیا غرض کہ بات سمجھنے کی کوشش کریں وہ تو حضور پرنور ﷺ کے علم کو مشکوک ثابت کرنے پر کمر باندھے ہوئے ہیں کتنا پاک مشن ہے [illegible] ایک عام [illegible] بھی غور کرے سمجھ سکتی ہے مودودی [illegible] سمجھ [illegible] رہے ہیں۔ جو بات نہیں سمجھتا وہ حضور پرنور ﷺ کے علم پر کر رہا ہے یہ ایمان کی موت ہی کا نام ہے۔

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست!

حضور پرنور ﷺ کا طرز تربیت

حضور پرنور ﷺ [illegible] کے نمونے ہیں قرآن فرماتا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۲۱)

ترجمہ: بیشک اللہ کے رسول میں تمہارے لئے نہایت حسین نمونہ ہے

حضور پرنور ﷺ نے کچھ خورد و نوش کا اہتمام کیا تو [illegible] کا سلیقہ سکھانے کے لئے، بھوک اور پیاس کے مرحلوں سے دوچار ہوئے تو صبر کا انداز پیش کرنے کے لئے

وَكَيْفَ تَدْعُوْ اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ
لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

ترجمہ: دین کی ضرورت حضور ﷺ اور دین صرف یہ کہ ... باقی نہیں رکھتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ موجود نہ ہوتے تو یہ بھی عرش وجود میں نہ آتی (بعد ازیں تو حضور ﷺ کی ضرورت ہے، حضور ﷺ کو دنیا کی ضرورت نہیں (ماہ بیروتی)

حضور پرنور ﷺ نے جو نبوت و بہترین حکومت اور معاشرے کو وجود کے بہترین قرینوں اور قاعدوں کو پیش فرمایا تو مسلمانوں کی تربیت دینی بطور زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہ چھوڑا جس پر اللہ کے عظیم ترین حبیب و رسول ﷺ نے قدم قدم پر اس کے بہترین نمونے پیش نہ فرمائے ہوں۔ چنانچہ آپ کے حسن تربیت کے گوناگوں نمونوں میں سے خوف خدا کی بہت اہمیت ہے۔ ارشاد نبوی ہے

رَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی (بیہقی ...)

ترجمہ: حکمت کی بنیاد اللہ کا خوف ہے۔

اور خوف خداوندی کی کیفیت یہ ہے کہ جس قدر علم و یقین میں اضافہ ہو اسی میں بھی شدت پیدا ہو۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام ہمارے عقیدے کے مطابق معصوم ہیں (اگرچہ عیسائیوں کے نزدیک ایسا نہیں اور افسوس ہے کہ مودودی صاحب بھی عصمت کے تصور میں باقی امت سے الگ مختلف ہیں اور غیروں کے قریب ہیں۔ شاید اس لئے کہ ان کے نظریہ تجدید امت سے نئے نبی کی ضرورت تھی (اگر وہ دیں)) جتنے معصوم ہیں اتنے ہی اللہ کے خوف سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ساری کائنات میں اللہ کے سب سے بڑے رسول ﷺ جو سب سے زیادہ معصوم بھی ہیں، وہ سب سے بھی زیادہ خوف خداوندی سے معمور و متصف ہیں۔ جس طرح آپ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے کمالات کے جامع ہیں یونہی ان سب کے خوف خداوندی کو بھی آپ حضور پرنور ﷺ کی ذات میں جمع کر دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ پر سیاہ بادلوں کا گزر بھی نظر آجاتا تو آپ کو پچھلی امتوں کے عذاب کا تصور تڑپا دیتا۔

حالانکہ جس طرح پچھلی امتوں پر عذاب آتے رہے اس قسم کے عذاب کا آنا بھی محال تھا کیونکہ قرآن پاک فرما چکا تھا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ط (الانفال ۳۳)

ترجمہ: اور اللہ کا منشا نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

حضور پرنور ﷺ کا معاملہ یہ ہے کہ زندگی بھر بار بار ... سے ڈرتے رہے۔ آخر کیوں؟ اسی لئے کہ حضور ﷺ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا عرفان کسی کو میسر نہیں ہو سکتا اور جس میں جتنا عرفان ہوگا، اتنا ہی خوف خدا ہوگا۔ حضور پرنور ﷺ کے اشتغال میں ایک حکمت یہ بھی تھی خوب سمجھ لیجئے ہمارے بے غیرت حکمران اپنے بے غیرت آقاؤں کی طرح بے غیرت عورتوں کے زیر اثر غیرت سے بالکل خالی ہوتے ہیں اور بدکار عورتوں کے زیر اثر قتل غیرت کو بڑی بے غیرتی سے ختم کرنا چاہتے ہیں یوں ہی خوف خدا سے عاری لوگوں کو خوف خدا سے کوئی سروکار نہیں ہوتا اور نہ اس کی حیثیت سے آگاہ ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک کسی تاجدار نبوت علیہ السلام کا اللہ کے خوف میں گریہ زاری معاذ اللہ گنہگار ہونے کی دلیل اور بادل وغیرہ کے وقت خوفزدہ ہو جانا مردانگی سے ... کمی کا ثبوت ہوتا ہے۔ مولانا مودودی صاحب خوف خدا کی دولت سے تہی دامن ہیں (اور اس کی قرآنی دلیل تو یہی ہے کہ وہ تعظیم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی محروم ہیں حالانکہ اللہ نے

عظیم ہے جیسے حضور اور صحابہ میں جیسا خوف خدا پیدا ہو گیا ہے، دیکھئے سورہ محمد کی آیات کی روشنی میں)
آپ کل بیت اطہر دیکھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں ان کا پھر بعد کے اولیاء اور عظیم ہستیوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کیجئے وہ لوگ خوف خدا سے کس طرح رویا کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ جو جتنا قرب خداوندی پر تھا، اتنا ہی قرآن پاک کا عاشق تھا اور اسی نسبت سے قرآن پاک کی تلاوت کے دوران خود اس پر ورود رسول سے اثر پیدا ہو جاتا تھا۔ ابھی چند سال پہلے حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی علیہ رحمہ کی سوانح حیات کا مطالعہ کیجئے قرآن پاک کی تلاوت کے دوران اور پھر حضور پر نور ﷺ کا نام پاک لیتے اور سنتے ہوئے وہ کس طرح اشکبار ہو جایا کرتے تھے، کوئی ڈھکی چھپی حقیقت نہیں۔ مجھے یاد ہے کہ مولانا مودودی صاحب کے متعلق بھی سنا گیا کہ انہیں قرآن پاک پڑھتے یا حضور پر نور ﷺ کا اسم شریف سنتے ہوئے بھی رونا آتا تھا۔ ہاں اب رونا یہی ہے کہ ہمیں بچپن کے بعد شاید کبھی عمر بھر رونا نہیں آیا۔

حضور پر نور ﷺ نے فرمایا

وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: اللہ کی قسم، اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے۔

حضرت امام غزالی قدس سرہ العزیز نے احیاء العلوم کے باب آداب تلاوت میں ایک حدیث پاک لکھی ہے)۔

ترجمہ: قرآن پڑھو اور روؤ، اگر رونا نہ آئے تو تکلف کر کے قصداً رولو۔

ان تمام احادیث مقدسہ کے مضامین کی بنیاد آیات کریمہ پر ہے۔ مثلاً

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُہُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْہُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ○ (انفال ۲)

ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب پر ہی بھروسہ کریں

ایک اور مقام پر فرمایا!

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِہًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّہُمْ ج

ترجمہ: اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی، اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

حضور پر نور ﷺ کی تربیت کا اثر تھا کہ صدیق اکبر افضل البشر بعد الانبیاء علیہم السلام ہوتے ہوئے اور جنت کی بشارت پانے کے باوجود دعا کرتے تھے، ”کاش میں سبزہ ہوتا کہ مجھے چوپائے چر لیتے“ ایک اور روایت میں ہے ”اللہ مجھے زیادہ محبوب تھا کہ میں کسی راستے پر ایک درخت ہوتا اور کوئی اونٹ مجھے چبا کر نگل جاتا اور پھر مینگنی کر کے نکال دیتا مگر میں انسان نہ ہوتا“ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”کاش میں اپنے گھر والوں کا دنبہ ہوتا، مجھے موٹا تازہ کیا جاتا کہ لوگ مجھے دیکھتے، جب ان کے دوست مہمان ہوتے تو مجھے ذبح کر دیتے، کچھ گوشت بھونا ہوا کھاتے اور کچھ کا قیمہ کیا جاتا مگر میں انسان نہ ہوتا“ (تاریخ الخلفاء)

دجال سب سے بڑا فتنہ گویا حضور پرنور ﷺ امت کی تربیت یوں فرماتے تھے کہ دل میں خوف خدا اور ایمان کے ضائع ہونے کا کھٹکا باقی رہے۔ جب حضور پرنور ﷺ عام فتنوں کے بارے میں اتنے حساس تھے تو دجال کے بارے میں دلوں میں خوف خطر کیوں نہ پیدا فرماتے۔ جب کہ خود فرمایا

مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ (مسلم)

ترجمہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں

اور اس کے فتنہ اکبر ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اس کو کچھ شیطانی تصرفات بھی حاصل ہوں گے مثلاً بارش برسا سکے گا، آدمی کو مار کر زندہ کرتا ہوگا، زمین کے خزانے اس کے ساتھ چلیں گے۔ اس کے ایک طرف اس کے قول کے مطابق بظاہر جنت ہوگی اور دوسری طرف بظاہر دوزخ (اگرچہ اس کی جنت دوزخ ہوگی اور اس کی دوزخ جنت یعنی جسے جنت میں ڈالے گا وہ دوزخ میں ہوگا، جسے دوزخ میں ڈالے گا وہ جنت میں ہوگا۔

ابن صیاد یہودی جسے مولانا مودودی کے مستدرک کی جان کہنا چاہیے بعض صفات میں اس دجال اکبر سے ملتا جلتا تھا۔ چنانچہ دجال کے والدین کی طرح اس کے والدین کے ہاں بھی تیس سال تک کوئی اولاد نہیں ہوئی اور وہ بھی سوتے ہوئے باخبر رہتا تھا (یقیناً یہ بات اہل کمال کے لئے دلیل کمال ہے مگر دجال کے لئے محض استدراج یعنی وہ حیرت انگیز قوت جو کاہنوں اور جادوگروں کو ملتی ہے جیسے نبیوں کرام علیہم السلام کی قوت کا نام معجزہ اور اولیاء اللہ علیہم الرضوان کی قوت کا نام کرامت ہے) دجال اکبر بھی یہودی ہوگا اور اصفہان کے ستر ہزار یہودی ہی اس کا ساتھ دیں گے جبکہ ابن صیاد بھی یہودی تھا۔ وغیرہ وغیرہ جب اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اسے ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لے جانا کیا اس لئے نہیں ہو سکتا کہ دجال سے اس کی مشابہت کے باوجود فرق بھی واضح کیا جا سکے اور جب دجال اپنے وقت پر ظاہر ہو تو امت کو اس کے پہچاننے میں دشواری نہ رہے۔ اسلام کا اظہار، اسلام کے قیام و حج کی ادائیگی کے باوجود اس کا یہ جملہ بھی بڑا خطرناک ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سفر حج میں اس سے پوچھا

أَيَسُرُّكَ أَنَّكَ ذَاكَ الرَّجُلُ ترجمہ کیا تجھے پسند ہے کہ تو ہی وہ مرد (یعنی دجال) ہو

بولا لَوْ عُرِضَ عَلَيَّ مَا كَرِهْتُ (مسلم)

ترجمہ اگر مجھے دجال بنا دیا جائے تو مجھے کچھ برا بھی معلوم ہوگا۔

ظاہر ہے کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہی ہے بلکہ دجال اکبر نہ سہی، دجال ہونا تو ظاہر ہے، پھر ایک روایت کے مطابق وہ جنگ حرہ میں غائب ہوگیا (اگرچہ اس کے مرنے کی روایت بھی موجود ہے)

غور کریں تو کچھ اور نکتے بھی کھلیں گے۔ سورج قیامت کے قریب ایک دن مغرب سے طلوع ہوگا تو حضور پرنور ﷺ کی ظاہری حیات میں بھی ایک بار ڈوبا ہوا سورج واپس آیا، کیوں؟ ایک اس لئے کہ لوگوں کے لئے قیامت کے قریب اس کے مغرب سے طلوع ہونے کی دلیل بن جائے، یوں ہی حضور ﷺ کے دور ظہور میں بھی بعض جانور بولے، کیوں؟ ایک اس لئے کہ قیامت کے قریب ان کے بولنے کی دلیل بن جائے یوں ہی دجال اکبر قیامت کے قریب ظاہر ہوگا، قدرت نے ابن صیاد کی شکل میں اس کا ایک مظہر پیدا کر

دیا تا کہ اس کے ظہور کی ایک دلیل ٹھہرے

مولانا بدر عالم دیوبندی کا فیصلہ

حدیث نمبر ۷۱۸ کے حاشیے میں فرماتے ہیں:

اس حدیث کے یہ عجیب الفاظ سب حدیثوں سے ثابت ہیں اور سب سے [illegible] سورج میں صرف [illegible] نہیں ہوا تھا کہ آپ نے خود جو بیان [illegible] کے لیے پیش کیا تھا۔ [illegible] حتی کہ بوسیدہ سی [illegible] کی طرف سے [illegible] پیدا ہو گیا تھا وہ پھر بار بار وہی جگہ اس کی رات اور اس کے قریب [illegible] موجود ہیں [illegible] موجودگی میں بھی اس کی طرف سے اطمینان حاصل ہونا مشکل [illegible] روایت کے اختلاف سے اس بات کو [illegible] اندازہ فرمائیے کہ اب اس کا معاملہ کتنا پیچیدہ ہو جاتا ہے [illegible] کے سامنے جزم و یقین کی حالت میں بھی جب کوئی خوفناک منظر آ جاتا ہے تو ان کی طبیعت غیر اختیاری طور پر ہراساں ہونے لگتی ہے۔

دیکھیے قیامت کا علم جتنی یقینی بات ہے اتنی ہی یقینی یہ بات بھی ہے کہ قیامت حضور ﷺ کی حیات میں نہیں آئے گی لیکن اس کے باوجود [illegible] کے مطابق سورج کو گرہن لگا تو آنحضرت ﷺ کی آنکھوں کے سامنے قیامت کا نقشہ گھومنے لگا تو [illegible] تو آپ کے سامنے [illegible] اس وقت تک رہا جب تک کہ [illegible] خوف کے مقامات میں [illegible] انسانی فطرت ہے اس کو جزم و یقین کے خلاف سمجھنا خود ہماری غلطی ہے۔ [illegible] آپ پڑھ چکے ہیں [illegible] حقیقت [illegible] آپ سے بیان [illegible] معلوم ہوتی ہیں [illegible] معمولی تغیر سے قیامت اور [illegible] عذاب کا خطرہ بھی [illegible] نہیں ہو سکتا وہ ان حقائق کا [illegible] کی رکھیں گے [illegible] کوئی اندازہ ہو سکتا ہے کہ [illegible] کتنا عظیم فتنہ ہوگا اور [illegible] کتنے [illegible] ایمان کی [illegible] ہلاکی جانب [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible]

(ترجمان السنۃ [illegible])

دیکھا آپ نے [illegible] خوف خدا کی [illegible] [illegible] بھی حضور [illegible] [illegible] ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ [illegible] متعلق [illegible]
ﷺ [illegible] رسول ﷺ [illegible]
انبیاء علیہم السلام میں [illegible] ﷺ [illegible]

☆.....☆.....☆

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

پروفیسر محمد حسین آسی

قسط:۴۳

گذشتہ قسط میں 'دعاء الرسول' کا ایک مفہوم بتایا گیا تھا

رسول اللہ ﷺ کی دعاے غضب و برکت اور پورے قرآنی جملے سے یہ مراد بیان کی گئی تھی کہ رسول (ﷺ) کی دعاے غضب و رحمت کو اس طرح نہ سمجھو جس طرح ایک دوسرے کو بددعا دیتے ہو۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآنی ترتیب نزول رسول کے دعائے غضب کی اہمیت اس قدر نہیں ہوتی جتنی حضور ﷺ کی دعاے رحمت و برکت کی اپنی شان ہے۔ بحیثیت حضور پر نور ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کی حیثیت سے اس دعا سے رحمت کے حامل ہیں۔ کسی کے حق میں دعا فرما دیں تو اس کی برکات و ثمرات کا جواب نہیں اور کسی کے خلاف دعا کر دیں تو بھی اس سے عذاب تغیر ذلت سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ گذشتہ قسط کے آخر میں حضور پر نور ﷺ کی چند دعاؤں کے ثمرات و اثرات بیان کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا سو پہلے غضب و ہلاکت کی دعاؤں کے اثرات پھر رحمت و برکت کی دعاؤں کی برکات۔

۱ **عتبہ بن ابی لہب کا انجام** ابولہب کے بیٹے عتبہ کی بدتمیزی کی تو حضور پر نور ﷺ نے دعا فرمائی

اللّٰھم سلّط علیہ کلبا

یعنی اے اللہ اس پر اپنا کتا مسلط فرما دے

ابن اسود کا بیان ہے کہ ہم روانہ ہوئے تا آنکہ مقام حشرات میں قیام کیا۔ یہ مقام شیروں کی آماجگاہ ہے۔ ابولہب نے ہم سے کہا تم میری عمر بزرگی اور حق و جانتے ہو اور یہ بھی تمہیں پتا ہے کہ **محمد** (ﷺ) نے میرے بیٹے کے حق میں دعائے ہلاکت کی ہے جس کی وجہ سے مجھے اس کا کھٹکا ہے تم اپنا سارا مال و متاع اس عبادت گاہ کے پاس جمع کر دو اور میرے بیٹے کے لئے بچھا دو پھر اس پر بستر لگاؤ۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ رات کے وقت ایک شیر آیا جس نے ہمارے منہ سونگھے۔ جب اپنا مقصود نہ پایا تو اچھل کر سامان کے اوپر آ گیا۔ پھر عتبہ کا منہ سونگھ کر اسے چیر پھاڑ ڈالا اور چلا گیا۔ ابولہب بولا **محمد** (ﷺ) کی دعا خالی نہیں گئی ہے۔

۲ **قریش کے لئے دعائے عذاب** حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قریش نے نبی کریم ﷺ کی سخت مخالفت اور نافرمانی کی اور اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی تو آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ قریش کے مقابلے میں میری مدد فرما اور ان پر سات برس کا قحط نازل فرما جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے دور میں نازل فرمایا تھا۔ چنانچہ ایسا سخت قحط آیا کہ قریش مردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بھوک کی وجہ سے انھیں آسمان و زمین کے درمیان دھواں سا نظر آتا تھا۔ بعد ازاں انھوں نے دعا کی

ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ عذاب دور کر دے ہم ایمان لاتے ہیں۔

بارگاہ خداوندی سے نبی کریم ﷺ کو ارشاد ہوا اگر ہم ان سے عذاب دور کر دیں تو یہ پھر سرکشی پہ آمادہ ہو جائیں گے، چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق جب ان سے عذاب ہٹایا گیا تو دوبارہ کفر کا ارتکاب کرنے لگے، پس اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن ان سے انتقام لیا۔

بیہقی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے دوبارہ ان کی سرکشی دیکھی تو پھر وہی دعا فرمائی اور پھر قحط کا وبال آن پڑا۔ پھر جب ابوسفیان نے مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر آپ کی رحمت کے حوالے سے بات کی تو دریائے رحمت جوش میں آگیا، بارش کا سلسلہ دراز ہوا اور قحط سالی دور ہو گئی۔

قریش کا یہ واقعہ دو بار ہوا۔ جناب ابوسفیان کا لات و عزیٰ کو چھوڑ کر بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں پناہ لینا اس بات کی علامت تھی کہ وہ اپنے بتوں سے مایوس ہو گئے تھے نیز یہ کہ خدا کی رحمت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے حبیب کریم ﷺ سے دعا کرائی جائے۔

امام زینی دحلان کی سیرت النبی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ہم ایک دن حضور ﷺ کے ہمراہ حرم پاک میں تھے۔ حضور پرنور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ حرم کے قریب ہی کچھ لوگوں نے (کچھ عرصہ پہلے) اونٹ ذبح کیے تھے اور اس کی اوجھ پڑی تھی۔ ابوجہل نے کہا کون ایسا ہے جو یہ اوجھ اور غلاظت اٹھا کر لائے اور جب محمد (ﷺ) سجدے میں جائیں تو ان کی گردن اور پشت پر ڈال دے؟ بدبخت عقبہ بن ابی معیط ملعون اوجھ و گندگی اٹھا کر لے آیا، جب حضور پرنور ﷺ سجدہ ریز ہوئے تو اس نے یہ گندگی پشت اقدس پر ڈال دی۔ کفار یہ منظر دیکھ کر قہقہے لگانے لگے اور ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ سارا منظر آنکھوں سے دیکھ رہا تھا، اگر میرا بس چلتا تو میں اس بوجھ کو آپ کے پشت اقدس سے اتار دیتا۔ اتنے میں کسی نے اس بات کی خبر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ آپ تشریف لائیں، حضور نبی کریم ﷺ اب تک سجدے میں تھے۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے بوجھ اتارا اور ان کفار کو برا بھلا کہا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اٹھ کر دعا فرمائی

> اے اللہ مضر پر سخت عذاب نازل فرما اور ان پر ایسا قحط اتار جس طرح یوسف علیہ السلام کے زمانے میں اترا تھا۔ یا اللہ ابوجہل بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، عقبہ بن ابی معیط، عمارہ بن ولید، امیہ بن خلف کو اپنی گرفت میں لے لے۔ کفار نے یہ دعائے قہر سنی تو ان کے لبوں سے مسکراہٹ چھن گئی اور انتہائی خوفزدہ ہو گئے (کیونکہ انہیں یقین تھا کہ یہ ہو کر رہے گا) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دعا کا حرف حرف قبول فرمایا۔

۳۔ ابن قمیہ اور عتبہ بن ابی وقاص کا انجام غزوہ احد میں عبداللہ بن قمیہ نے حضور کریم ﷺ کی طرف تیر پھینک کر کہا لو یہ تیر میں عبداللہ بن قمیہ ہوں، نبی کریم ﷺ نے چہرہ انور سے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا

أَقْمَأَكَ اللّٰهُ

یعنی اللہ تجھے ذلیل کرے

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پہاڑی بکرا مسلط کر دیا جس نے اس کے ساتھ ٹکر ٹکر کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

اسی طرح عتبہ بن ابی وقاص نے حضور پرنور ﷺ کے دانت شہید اور چہرہ انور زخمی کیا تو زبان رسالت سے اس ملعون کی دعا نکلی اے اللہ اس پر سال نہ گزرنے پائے کہ یہ حالت کفر میں مر جائے، چنانچہ بالکل یونہی ہوا۔

غزوہ خندق کے موقع پر دعا حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی روایت کے مطابق حبیب کبریا ﷺ نے کفار کے حملہ آور لشکروں کے متعلق یوں دعا فرمائی

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

ترجمہ: اے اللہ! اے کتاب نازل فرمانے والے، جلد حساب لینے والے ان لشکروں کو شکست دے، اے اللہ انہیں ہزیمت سے دوچار کر اور ان کو ہلا کر رکھ دے۔

ایک اور روایت کے مطابق یہ دعا بھی فرمائی:

يَا صَرِيْخَ الْمَكْرُوْبِيْنَ يَا مُجِيْبَ الْمُضْطَرِّيْنَ اِكْشِفْ هَمِّيْ وَغَمِّيْ وَكَرْبِيْ فَاِنَّكَ تَرٰى مَا نَزَلَ بِيْ وَبِاَصْحَابِيْ

ترجمہ: اے مصیبت زدوں کے فریادرس! اے مجبوروں کی دعا قبول کرنے والے! میری پریشانی، غم اور تکلیف کا ازالہ فرما، تو مجھ پر اور میرے اصحاب پر نازل ہونے والی مصیبت کو دیکھ رہا ہے۔

مسلمانوں نے اس موقع پر عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم بھی کچھ عرض کریں اب تو جان گلے تک آ گئی ہے چونکہ مشرکین کی تعداد کہیں زیادہ ہے، حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: ہاں! کہو، اے اللہ ہماری کوتاہیوں پر پردہ ڈال اور ہمیں خطرات سے محفوظ فرما۔

اس اثنا میں حضرت جبریل علیہ السلام حضور پرنور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ کفار کے مقابلے میں تیز آندھی اور غیبی لشکر بھیج رہا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کی اطلاع دی اور ہاتھ اٹھا کر کہا: اے اللہ تیرا شکر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے کفار پر تیز آندھی اور فرشتوں کی فوج بھیجی اور بغیر قتال ہی کفار کو شکست فاش دی۔ ہوا نے میخیں زمین سے اکھاڑ دیں۔ آگیں بجھا دیں، ہانڈیاں الٹ دیں، خیمے گرا دیئے۔ ریت کے ٹیلوں کو اڑا کر ان پر ڈال دیا، ان پر کنکریوں کی بارش کر دی، چھاؤنی کے مختلف اطراف سے نعرۂ تکبیر کی صدائیں اور گھوڑوں کے گرنے کی آوازیں آنے لگیں، جس کی وجہ سے وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

گھٹائیں چھا گئیں ، چھب لہرائی ، اڑا خیمہ
غبار ابھرا ، غبارہ بن کے اٹھا اور گرا خیمہ
ابوسفیاں نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے کیا دیکھا
مقدر لشکر احزاب کا پلٹا ہوا دیکھا
رواں تھا ایک سیلاب عظیم الشان آندھی کا
اچانک آ پڑا فوج پہ طوفان آندھی کا
لرزتی ، دوڑتی ، اٹھتی ہوئی ، بڑھتی ہوئی آندھی
زمیں کو روندتی ، افلاک پہ چڑھتی ہوئی آندھی
توے الٹے، اندھیں چولھوں میں ہنڈیاں، بجھ گئیں آگیں
جھلس کر رہ گئے منہ اور کپڑوں میں لگیں آگیں
طمانچے کنکروں کے اور مٹی کے تھپیڑے تھے
مسلسل پے بہ پے خوف اور دہشت کے دریڑے تھے
یہ آندھی کپکپاتی برف کی سردی بھی لائی تھی

ہزاروں دعوے سائی تھی، نامرادی بھی لائی تھی
ستم ڈھاتے تھے جتنے بھی مسلمانوں کی جانوں پہ
وہ آندھی بن کے چھاتے تھے زمینوں آسمانوں پہ
نظر آتی تھی اک جھونکے میں صد پاداش کی صورت
اندھیرے میں ابوسفیاں کھڑا تھا لاش کی صورت
تصور میں ہوا محسوس اپنا سانس بند اس کو
تو اپنی ہی رگ گردن نظر آئی کمند اس کو
نہ چولہا تھا، نہ ہنڈیاں تھیں، نہ خیمہ تھا، نہ ڈیرا تھا
فقط دہشت ہی دہشت تھی، اندھیرا ہی اندھیرا تھا
خیال آیا ابوسفیاں کو اپنی حالت بد کا
وہ سچا قول پورا ہونے والا ہے، محمد ﷺ کا
اندھیری رات میں آندھی کے آگے سب کے سب بھاگے
اس سے دس قدم کے آگے، پھر اس سے دس قدم آگے
اڑا کر لے گئی اندھوں کو آندھی اس اندھیرے میں
سحر تک خاک اڑتی رہ گئی باطل کے ڈیرے میں

عامر بن طفیل پر قہر ابن اسحاق کی ایک روایت کے مطابق نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی خدمت میں بنی عامر کا ایک وفد آیا جس میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور خالد بن جعفر جیسے قوم کے شریر ترین سردار تھے۔ عامر نے اربد کو کہہ رکھا تھا کہ میں محمد (ﷺ) کو باتوں میں لگاؤں گا تم تلوار کا وار کر دینا۔ چنانچہ عامر نے کہا مجھے تنہائی میں کچھ وقت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے اللہ وحدہٗ کی ذات پر ایمان لاؤ۔ اس نے کہا بخدا میں آپ کے مقابلے میں گھڑ سوار اور پیادہ لشکر لے کر آؤں گا۔ وہ واپس گیا تو حضور ﷺ نے دعا فرمائی

اللھم العن عامر ابن طفیل.

یعنی اے اللہ عامر بن طفیل پر لعنت بھیج

جاتے ہوئے عامر نے اربد سے کہا "تو نے میرے منصوبے پر عمل کیوں نہ کیا" وہ بولا بخدا میں نے ارادہ کیا تھا کہ تم میرے اور محمد (ﷺ) کے درمیان آ گئے تو کیا میں تم پر وار کر دیتا۔ بعد ازاں واپسی کے اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے عامر بن طفیل کے گلے میں طاعون کا مرض پیدا کر دیا اور وہ بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں مر گیا۔ اس کے ساتھی جب بنی عامر کے علاقے میں پہنچے تو قبیلے کے لوگوں نے پوچھا 'اربد' پیچھے کیا خبر چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا 'محمد (ﷺ) نے ایک ایسی ہستی کی عبادت کی دعوت دی ہے کہ میں نے دل میں کہا 'کاش وہ ہستی میرے قریب ہو تو میں اپنے تیروں کے ساتھ اس پر حملہ آور ہو جاؤں۔' اس بیہودہ گفتگو کے ایک یا دو دن بعد وہ اپنا اونٹ فروخت کرنے کے لیے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر بجلی گرا دی اور

(دل کو ہلا دینے والی تحریر ۔ ویشم)

کسریٰ کی ہلاکت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کسریٰ شاہ ایران کی طرف خط روانہ کیا تو اس نے اسے پھاڑ دیا۔ حضور پرنور ﷺ نے جب یہ سنا تو آپ نے اس کے حق میں دعائے غضب فرمائی کہ پارہ پارہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پارہ پارہ کر دیا۔ (بخاری)

امام محمد بن سعد نے سیرت النبی ﷺ میں ہلاکت کسریٰ کی روایت کا خلاصہ یوں تحریر فرمایا ہے۔

نبی اکرم رسول محتشم ﷺ نے کسریٰ کی ہلاکت کی خبر اسی روز کسریٰ کے ایلچی کو (مدینہ شریف میں) دی۔ واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مکتوب کسریٰ کو روانہ فرمایا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی۔ کسریٰ نے حالت غضب میں یمن کے حاکم باذان کو پیغام بھیجا کہ مکہ میں ایک قریشی شخص ظاہر ہوا ہے جو نبی ہونے کا مدعی ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اپنے دعویٰ نبوت سے توبہ کرے۔ پس اگر توبہ کرے تو ٹھیک ورنہ اس کا سر کاٹ کر میری طرف بھیجو۔ ایک روایت میں ہے کہ کسریٰ نے اپنے عامل کو لکھا کہ تم نے اس شخص کا بندوبست نہ کیا جس نے تمہارے علاقے میں ظہور کیا ہے اور مجھے اپنی دعوت دے رہا ہے تو میں تمہارے ساتھ برا سلوک کرنے والا ہوں۔ تم اس کی طرف دو مضبوط آدمی بھیجو جو اسے پکڑ کر لائیں۔ چنانچہ باذان نے کسریٰ کا خط اپنے نمائندے اور ایک فارسی کے ہاتھ روانہ کیا اور کہا کہ آپ ان دو ایلچیوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس جائیں۔ وہ دونوں ایلچی روانہ ہوئے جب طائف کے علاقے میں پہنچے تو وہاں ایک قریشی سے ملاقات ہوئی۔ ان کے پوچھنے پر قریشی نے بتایا کہ محمد (ﷺ) مدینہ منورہ میں ہیں۔ یہاں حاضر ہو کر انہوں نے اپنا مقصد بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر آپ ہمارے ساتھ نہ گئے تو کسریٰ آپ اور آپ کی قوم کو (معاذ اللہ) ہلاک کر دے گا۔ ان دونوں کی شکل ایسی ہو رہی تھی کہ وہ دونوں ایلچی داڑھی منڈائے ہوئے تھے۔ ان کی داڑھیاں صاف اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ جس کی وجہ سے آپ نے انہیں بہت ناپسند فرمایا۔ ارشاد ہوا جاؤ کل آنا۔ پھر حضور ﷺ نے انہیں بلا کر کسریٰ کے قتل کی خبر دی اور پھر ان کو اس خبر کے ساتھ واپس ان کی طرف بھیج دیا۔ بعد میں شیرویہ بن کسریٰ کا خط جس میں اس نے اپنے باپ کے قتل کی اطلاع دی اور اپنی تخت نشینی کی چٹھی بھی موصول ہوئی۔ باذان نے اس خبر کی صداقت دیکھ کر اپنے ساتھیوں سمیت اسلام قبول کر لیا۔

ایک وہم کا ازالہ

اس قسم کی چند دعائیں اور بھی ہیں مگر ان سب کی تعداد بھی بہت کم ہے۔ جبکہ ان کے مقابلے میں حضور پرنور ﷺ کی رحمت انگیز اور برکت خیز دعائیں بے شمار ہیں۔ ان کے آپ رحمۃ للعالمین اور سارے جہانوں کی رحمت اور برکت کا منبع ہیں۔ دوسرا یہ ہوا کہ بہت سے قبائل نے یا افراد نے جب ہدایت پائی تو حضور پرنور رحمت دو عالم ﷺ نے انہیں ان کی پوری حماقت و جہالت و ضلالت کے بدترین مظاہرے پر بھی انہیں دعاؤں سے نوازا اور پھر اس دعا کی قبولیت کا ظہور بھی ہوا۔

اور یہ چند مقامات جن میں حضور پرنور ﷺ نے کسی پر دعائے قہر و غضب فرمائی اگر ان پر بھی حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ اصل میں رحمت کا ہی مظہر تھا۔ کیونکہ ان دعاؤں کے نتیجہ میں جو لوگ قہر و غضب کا شکار ہوئے تو دوسروں کو عبرت و نصیحت حاصل ہوئی اور ظلم و گستاخی سے بچ گئے اور راہ راست پر آ گئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے نکلے ہوئے چند الفاظ جب اثر دکھا گئے تو یہ بھی آپ کی صداقت کی دلیل اور آپ کے سچے رسول اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ جب آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ہر بات سچ ثابت ہوئی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خدا اس کی ایک ایک بات کی لاج رکھتا ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخوں اور دشمنوں پر قہر نازل فرما کر شرک کے مقابلے میں توحید کا مضمون واشگاف کر دیتا ہے۔

ٹھنڈے دل سے غور کیجئے وہ نبی کیسا جس کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک حرف اس کی صداقت کا اعلان نہ کرے اور وہ خدا کیسا جو اپنے نبی کے گستاخوں اور دشمنوں کو بھی ڈھیل دیتا رہے۔ لاتجعلوا دعاء الرسول ... تم میں منافقوں اور دشمنوں کو دارنگ دی گئی ہے

پھر جس طرح حضور پرنور ﷺ کی دعائے ہدایت بھی بیکار نہیں گئی، یونہی آپ کی دعائے رحمت بھی کوئی چیز رائیگاں نہیں آپ نے

سب چند سکی عادل کی رحمت و قرب کا جلوہ دیکھیں (اگرچہ ایسی دعاؤں کی کمی کسی سال سے سن میں نہیں، جیسا کہ ابھی ابھی ذکر ہوا)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے ہدایت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ اَوْ بِاَبِیْ جَهْلٍ (طبرانی، حاکم)

ترجمہ: اے اللہ عمر یا ابوجہل کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق جمعرات کو یہ دعا ہوئی اور جمعہ کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہو گئے (طبرانی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو نبی اکرم ﷺ نے تین بار ان کے سینے پر دست اقدس مارا اور دعا فرمائی اے اللہ عمر کے سینے سے کینہ نکال دے اور اسے ایمان سے بھر دے (طبرانی اوسط اور حاکم مستدرک)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے لئے دعائے تثبیت:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے یمن کی طرف قاضی کے فرائض سرانجام دینے کے لئے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نوجوان ہوں اور مجھے قضا کی ذمہ داریوں کا علم نہیں۔ حضور ﷺ نے میرے سینے پر دست اقدس مار کر دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهٗ وَثَبِّتْ لِسَانَهٗ

یعنی اے اللہ علی کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو پختگی عطا فرما۔

(چنانچہ) اس مولا کی قسم جو دانے کو پھاڑتا ہے، اس کے بعد مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی اضطراب و تردد نہیں ہوا (ابن سعد) (الترغیب والترہیب امام منذری ج۳ ص:۲۳۱)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے برکت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ (بخاری مسلم) یعنی اللہ تمہیں برکت دے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ اگر میں پتھر اٹھاؤں تو مجھے امید ہے کہ اس کے نیچے سے مجھے سونا یا چاندی ملے۔

آپ کا ۳۱ھ یا ۳۲ھ میں وصال شریف ہوا تو کدال سے ان کے ترکے کا سونا کھودا گیا جس کی وجہ سے ہاتھ زخمی ہو گئے۔ ان کی چار بیویوں میں سے ہر ایک نے آٹھویں حصے میں سے چوتھائی حصہ اسی ہزار دینار لئے۔ (بلکہ ایک روایت کے مطابق ہر بیوی کا حصہ ایک لاکھ دینار تھا) ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دینار راہ خدا میں دینے کی وصیت فرمائی تھی۔ ایک وصیت کے مطابق امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو ایک باغ دیا گیا جس کی قیمت چار لاکھ پڑی۔ وصیت میں باقیماندہ بدری حضرات (جن کی تعداد اس وقت یک صد تھی) چار سو دینار فی کس دیا گیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنا یہ حصہ بطور بدری وصول فرمایا۔

یہ سب مال و دولت ان کے علاوہ تھی جو وہ اپنی ظاہری حیات میں صدقہ کر چکے تھے۔ انہوں نے ایک بار ایک دن میں تیس غلام آزاد کئے۔ ایک بار سات سو اونٹوں کا تجارتی سامان، سامان خورد و نوش سب کا سب راہ خدا میں دے دیا۔ ایک بار انہوں نے اپنے مال کا ایک حصہ تصدق فرما دیا جو چار ہزار تھا، پھر صدقہ کیا جو چالیس ہزار درہم کا تھا، پھر چالیس ہزار دینار خرچ کئے پھر پانسو گھوڑے پھر پانسو اونٹ فی سبیل اللہ تصدق کئے۔

ایک روایت کے مطابق جب حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے صدقے کی ترغیب دی تو وہ چار ہزار درہم لے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے جن میں سے چار ہزار درہم اپنے پروردگار کو قرض دیتے ہیں اور چار اپنے اہل و عیال کے لئے رکھتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تمہارے دیئے ہوئے اور بچائے ہوئے مال میں برکت دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں بڑی برکت دی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے دعائے قبولیت

افضل الاصحاب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا 'اے اللہ سعد کا تیر نشانے پر لگا، اس کی دعا قبول فرما اور انہیں محبوب بنا دے' چنانچہ اس کے بعد اللہ نے ان کی ہر دعا قبول فرمائی، وہ محبوب ہو گئے اور ان کا تیر کبھی خطا نہ ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے دعائے حکمت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی۔ اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرما (بخاری، مسلم)

ایک اور روایت کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر دست اقدس پھیر کر مجھے حکمت کی دعا دی (احمد، ابو نعیم) چنانچہ یہ دعا قبول ہو گئی۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے برکت

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس سے گزرے، وہ اس وقت کوئی چیز بیچ رہے تھے۔ حضور پر نور ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ اس تجارت میں برکت عطا فرما۔ اس کے بعد انہیں بہت نفع ہوتا تھا (ابن ابی شیبہ، بیہقی)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے لئے دعا برائے نفع تجارت

حضور پر نور ﷺ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو ایک دینار دے کر قربانی کا جانور خریدنے کے لئے بھیجا تھا، انہوں نے جانور خریدا پھر اسے دو دیناروں سے بیچ دیا۔ پھر ایک دینار کا جانور خرید کر حاضر ہو گئے اور دوسرا دینار بھی پیش کر دیا۔ حضور پر نور ﷺ نے تجارت میں برکت کے لئے دعا فرمائی۔ حکیم فرماتے ہیں میں بڑا خوش نصیب ہوں، جو بھی شے بیچتا ہوں، اس میں نفع حاصل کرتا ہوں۔ (ابن سعد)

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے رحمت

قزوینی نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آغاز بعثت میں ابو جہل نے حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو تھپڑ مارا تو انہوں نے اس بات کی شکایت نبی اکرم نور مجسم ﷺ سے کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو سفیان کے پاس جا کر بتاؤ۔ ابو سفیان انہیں ابو جہل کے پاس لے گئے اور کہا، اسے اسی طرح تھپڑ مارو جس طرح اس نے تمہیں تھپڑ مارا ہے، پس انہوں نے ابو جہل کے تھپڑ مارا اور واپس آ کر حضور نبی کریم نور مجسم ﷺ سے یہ سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی 'اے اللہ! ابو سفیان کو اپنی رحمت کا حقدار ٹھہرانا'۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے ذرا شک نہیں کہ ابو سفیان کے ایمان لانے کا باعث حضور ﷺ کی یہی دعائے مبارک ہے۔ (سیوطی فی تحفۃ الابد)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے حکومت

حضور نبی معظم و محتشم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق

آپ دعا فرمائی۔

اللهم علمه الكتاب و مكن له في البلاد وقه العذاب (ابن سعد)

ترجمہ اے اللہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو کتاب کا علم دے انہیں حکومت عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا

چنانچہ اس کی گورنری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور سے شروع ہوئی اور آخر کار بیس سال خلافت پر متمکن رہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے کثرت

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہیں میری والدہ مجھے حضور نبی کریم نور مجسم ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا آپ کا خادم انس ہے اس کے لئے دعا فرمائیے تو حضور رحمت عالم ﷺ نے دعا فرمائی

اللهم اكثر ماله وولده و بارك له فيما اعطيته (بخاری)

ترجمہ اے اللہ انس کو کثرت سے مال و اولاد عطا فرما اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے اس میں برکت دے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم میرے پاس کثرت سے مال ہے اور میرے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد سو (۱۰۰) سے بڑھ گئی ہے۔ ابن سعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دعائے پاک کے الفاظ یوں نقل کرتے ہیں

اللهم اكثر ماله وولده واطل عمره و اغفر له

ترجمہ اے اللہ انس کے مال و اولاد کو بڑھا اس کی عمر لمبی کر اور انہیں بخش دے

بیہقی کی روایت کے مطابق آپ کی عمر تقریباً سو برس ہوئی (بیہقی) آپ کا ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا اس میں ریحان کا پھول تھا جو کستوری کی خوشبو دیتا تھا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے قوت

حضور نبی کریم نور مجسم ﷺ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ تمہارے چہرے کو تر و تازہ اور کامرانی سے ہمکنار فرمائے اور بالوں اور جسم میں برکت عطا فرمائے چنانچہ جب ستر سال کی عمر میں ان کا وصال ہوا تو ان کی صورت میں پندرہ سال کے لگتے تھے۔ نہ ان کا چہرہ متغیر ہوا تھا نہ بالوں میں سفیدی آئی تھی (بیہقی)

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے آیت

حضرت طفیل بن عمرو دوسی مکہ مکرمہ آئے تو قریش نے پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی کوئی بات نہیں سنوں گا نہ ان سے گفتگو کروں گا، چنانچہ مسجد میں جاتے تو کانوں میں روئی ٹھونس لیتے اس کے بعد کا واقعہ انہیں کی زبانی سنئے۔

ایک دن مسجد میں گیا تو حضور پرنور ﷺ کعبہ شریف کے پاس کھڑے نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں بھی قریب کھڑا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کا کچھ کلام سنا ہی دیا۔ وہ بہت عمدہ کلام تھا۔ میں نے دل ہی دل میں کہا کہ میں ایک عقلمند شاعر ہوں، مجھ پر کلام کا حسن و قبح پوشیدہ نہیں۔ آخر رکاوٹ کیا ہے کہ میں ان کا کلام سن لوں۔ عمدہ ہوا تو قبول کروں گا ورنہ چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ میں ٹھہرا رہا۔ حضور ﷺ جب گھر تشریف لے چلے تو میں بھی پیچھے چل دیا۔ میں نے عرض کیا آپ ﷺ کی قوم نے ایسی ایسی گفتگو کی ہے حضور اپنا نقطہ نظر پیش فرمائیں۔ تو آپ ﷺ نے اسلام پیش کیا اور قرآن کی تلاوت فرمائی۔ واللہ اس سے بہتر کلام اور اس سے زیادہ معتدل کوئی پیغام نہ سنا تھا۔ چنانچہ میں نے اسلام قبول کر لیا پھر عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ میری قوم کے لوگ میری بات مانتے ہیں، اب ان کی طرف لوٹنے والا ہوں انہیں اسلام کی طرف دعوت دوں گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائے جو اس وقت میں میری مدد کرے، چنانچہ آپ ﷺ نے دعا کی

لیجیے حدیث یہ

یعنی یا اللہ اس کے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے۔

پھر میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا۔ جب ثنیہ میں پہنچا تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ کی طرح روشنی پیدا ہو گئی۔ میں نے عرض کی اے اللہ میرے چہرے کے سوا کسی دوسری چیز میں یہ نور دے (کہیں یہ لوگ یوں نہ کہیں کہ یہ ایک مثلہ کے طور پر ہے) اسے مثلہ سمجھیں چنانچہ وہ روشنی میرے کوڑے کے سر پر نمودار ہو گئی جیسے لٹکی ہوئی قندیل ہو۔

قوم نے قبول اسلام میں جب دیر کی تو میں پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا حضور ﷺ قبیلہ دوس کے لوگ میری بات نہیں مان رہے ان کے خلاف دعا فرمائیے۔ حضور ﷺ نے یوں دعا فرمائی

اللھم اھد دوساً ارجع الی قومک وارفق بھم

ترجمہ اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دے۔ اے طفیل اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔

چنانچہ میں لوٹ آیا اور ان کو دعوت دیتا رہا حتیٰ کہ ستر یا اسی گھرانوں کو لے کر خیبر کے مقام پر حاضر خدمت ہوا۔

... بحوالہ طبری نقل کیا حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا ذوالنور کہلانے کا سبب یہی واقعہ ہے۔

دو بابرکت دعائیں اب آخر میں حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو بہت ہی بابرکت دعاؤں کا ذکر کرتے ہیں ان میں سے ایک حضور سیدۃ النساء حضرت فاطمہ اور حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ عنہما دونوں کی پاکیزہ نسل کے بارے میں اور دوسری کا تعلق خصوصیت سے ان کے دونوں شہزادوں سے متعلق ہے۔

پہلی دعا ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں

<u>"چوں با حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تزویج کردہ فرمود"</u>

جمع اللہ منکما الکثیر الطیب وبارک علیکما فی

قال انس فواللہ لقد اخرج اللہ منھما الکثیر الطیب

ترجمہ جب (حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا) نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ کر دیا تو دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں سے بہت پاکیزہ نسل پیدا فرمائے اور تم دونوں میں برکت رکھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم حق تعالیٰ نے واقعی ان دونوں سے پاکیزہ نسل نکالے۔

دوسری دعا جو امامین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے۔

اللھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما

ترجمہ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت فرما جو ان دونوں سے محبت رکھے۔ (ترمذی)

☆ ☆ ☆

حیات انبیاء کرام علیہم السلام

قسط 1

انبیاء کرام علیہم السلام کی برزخی زندگی

اللہ تعالیٰ کے فضل اور پیارے آقا کریم (عزوجل و ﷺ) کے کرم سے۔ انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص رحمت عالمیان، شفیع مذنبان، اعلیٰ بیکساں، والئی بے بساں، امام الانبیاء، سرور ہر دوسرا، محبوب رب العلیٰ جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی درگاہ قدس میں نذرانہ عقیدت، سندھی دنیائے صحافت کے غیور رقیب "تحفہ حمید" کی خدمت اور جماعت شیران اسلام کے وفا شعار جانباز مجاہدوں کی ہمرکابی کے شرف سے مشرف ہونے کے لئے۔ گستاخان اہل اللہ کی ایک نومولود نام نہاد جماعت "اشاعۃ التوحید و سنۃ۔ کراچی" کی طرف سے شائع ہونے والا ایک پمفلٹ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ پمفلٹ کیا ہے۔ بے نامہ اعمال کی طرح۔ اللہ والوں کی توہین و تنقیص پر مشتمل چند ورق سیاہ کئے گئے ہیں۔ ٹائٹل پر اپنے ایک مولوی "جسکو ابو حنیفہ دور قرآن وسنت کے خلاف عقیدہ منوانے کے لئے" "ابو حنیفہ ثانی" اور "مفتی اعظم ہند" کے بے محل القابات سے متعارف کرایا گیا۔ ایسے پہلے بھی ہمارا یہ تجربہ ہے کہ یہ لوگ قرآن وحدیث سے زیادہ اپنے مولویوں ہی کی مانتے ہیں۔ اسی لئے میں انہیں "اہل مولوی" کہہ کر لکھا کرتا ہوں اور پھر پمفلٹ بھی نکالی تو ایک ہی جست میں پوری چار حدیں عبور کرکے، امام الائمہ کاشف الغمہ جناب سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ثانی بن بیٹھے۔ جب یہ اپنے مولویوں کو القاب دینے پہ آئیں "رحمۃ للعالمین" تک کے القاب بھی دے دیتے ہیں (فتاوی رشیدیہ) اور انکار کرنے پہ آئیں تو اللہ تعالیٰ کی شان وقدرت کا بھی انکار کر دیں (بلغۃ الحیران اکثر ترجمہ قرآن، یکروزی، فتاوی رشیدیہ وغیرہ) اور پھر جناب سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان ذیشان "انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین" (بخاری پارہ نمبر ۲۸ باب قتل الخوارج والملحدین ص ۱۰۲۴) کے مصداق بنتے ہوئے چند آیات کے بھی من مانے معنے کرکے "شر خلق اللہ" ہونے کا حق ادا کیا۔ اور آخر میں ایک چیلنج بھی کر دیا اور ساتھ ہی انبیاء کرام کے علم غیب کے منکروں نے اپنے علم غیب کا بھی اعلان کر دیا کہ کوئی ہمارے سوالوں کے جواب نہیں دے سکے گا اگرچہ ان جیسے پچاس سوالوں کے کئی دفعہ تحریری و مناظروں میں پرخچے اڑ چکے ہوں۔ مگر آخر انہوں کو بھی تو کسی طرح مطمئن رکھنا ہوتا ہے نا۔ ہم اس مسئلہ کو بہت ہی اختصار کے ساتھ شروع کرتے ہیں تاکہ قارئین کرام اصل مسئلہ سے باخبر ہو سکیں۔

سوال: کیا انبیاء کرام پر بھی موت طاری ہوتی ہے؟۔ جواب۔ ہاں ارشاد خداوندی ہے کل نفس ذائقۃ الموت (آل عمران نمبر ۱۸۵، انبیاء نمبر ۳۵، عنکبوت نمبر ۵۷) یعنی ہر ایک جان نے ایک دفعہ ضرور موت کو چکھنا ہے۔ سچ ہے۔ کلام الملوک ملوک الکلام۔ یعنی بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اس احکم الحاکمین نے آیت میں "ذائقۃ الموت" کے الفاظ کے ساتھ ہی اس پورے مسئلے کو حل فرما دیا۔ کیونکہ کسی چیز کا ذائقہ چکھنے کے لئے ایک لحظہ بھی کافی ہوتا ہے اور پھر ایسا بھی نہیں ہوا کہ اگر کسی چیز کا ذائقہ چکھ جائے تو تمام زندگی اس کا ذائقہ موجود ہی رہے لہٰذا ایک لحظہ کو تو انبیاء کرام پر بھی موت یعنی خروج روح من الجسم طاری ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وعطا سے ان کی ارواح مقدسہ واپس جسم میں لوٹا دی جاتی ہیں وہ اپنی قبر انور میں دنیا کی زندگی سے بھی افضل واعلیٰ زندگی کے ساتھ زندہ وتابندہ ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں موجود ہے۔ مثلاً۔ بخاری شریف پارہ نمبر ۵ کتاب الجنائز باب

الدخول علی المیت میں مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد جب جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو چہرے سے کپڑا ہٹایا آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے رخ انور پر بوسہ دیا روتے ہوئے اپنے عقیدے کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا۔ جو کہ بخاری شریف ص166، ص517، ص640 پر مرقوم ہیں۔ بابی انت و امی یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو دو بار موت نہیں دے گا۔ ایک موت تو یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لکھ رکھی تھی۔ (وہ آچکی اب آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہیں گے) شارح بخاری امام بدرالدین عینی بھی بخاری کی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ "لا یموت فی قبرہ موتۃ آخری کما یحل فی الکافر و المنافق بہ ان ترد الیہ روحہ لم یعش" (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۱۸ ص ۲۷) اور دو موتوں سے مراد ایک یہ دنیا کی موت ہے اور دوسری قبر کی موت (جو کہ سوال و جواب کے لئے زندہ کر کے بعد میں پھر موت دے دی جاتی ہے) اور یہ انبیاء کرام کے علاوہ ہی سب پر آتی ہے اسلئے انبیاء کرام اپنی قبروں میں بھی زندہ ہی ہوتے ہیں (نسر ۱۶ ص ۸۵) اور امام کرمانی شارح بخاری بھی اس حدیث کے تحت تقریباً ایسے ہی فرماتے ہیں (الکوکب الدراری شرح بخاری جلد ۱۴ ص ۳۱۰) اور امام سبکی بھی فرماتے ہیں" والانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد ما قبضوا ردت الیہم ارواحہم فھم احیاء عند ربھم " (کتاب الفتاویٰ ۱۹۸) نیز تحقیق النصرۃ ص ۱۱۲ از امام مراغی، الصلوٰت والبشر از امام فیروز آبادی ص ۱۰۳، اور مدارج حرب مدینہ از امام محمد بن سعید جلد ۱ ص ۲۲۸، فتاویٰ سلطانی فرمان ابن العربی جلد ۳ ص ۲۰۲، فتاویٰ حدیثیہ از امام ابن حجر مکی، تفسیر روح المعانی جلد ۲۲ ص ۳۸، تنزیہ الشریعہ جلد ۱ ص ۲۳۵، مسند الشامیین از امام طبرانی جلد ۱ ص ۴۲، رسائل قشیریہ ص ۱۳، حلیۃ الاولیاء از ابو نعیم جلد ۸ ص ۳۳۳، کنز العمال جلد ۱۱ ص ۴۷۵، ابن حبان جلد ۱ ص ۲۳۵ (ابن جوزی نے رد روح کے الفاظ پر اعتراض کیا ہے لیکن امام سیوطی نے ان پر تعاقب فرمایا ہے اور ان الفاظ کی تحسین فرمائی ہے)۔ قاضی شوکانی کی نیل الاوطار جلد ۵ ص ۲۲۸، سراج الوہاج شرح مسلم از نواب صدیق حسن جلد ۱ ص ۵۰۲، تسکین الصدور از سرفراز گکھڑوی ص ۲۱۲، ملفوظات محدث انور شاہ کشمیری ص ۳۳، بذل المجہود شرح ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۱۷، فتح الملہم شرح مسلم جلد ۳ ص ۴۱۹، حیات نبوی از ادریس کاندھلوی ص ۳۰، مکتوبات شیخ الاسلام حسین احمد جلد ۱ ص ۵۲، المہند علی المفند ص ۲۸، مواہب اللدنیہ جلد ۲ ص ۵۳، الجوہر المنظم از امام ابن حجر مکی ص ۴۲، مظاہر حق جلد ۱ ص ۴۳۵، تیسیر القاری شرح بخاری جلد ۳ ص ۲۶۲، کتاب الروح از ابن قیم ص ۵۸، سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۱۲ ص ۳۶۰، تذکرہ احوال موتی از امام قرطبی ص ۲۹، زرقانی جلد ۸ ص ۳۰۹، وفاء الوفاء جلد ۴ ص ۳۵۲، فتاویٰ شامی جلد ۲ ص ۱۵۱، مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۲۴۱، اشعۃ اللمعات جلد ۲ ص ۱۸۰ وغیرہ کتب میں بھی یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے بلکہ بانی دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی جس کو یہ لوگ حجۃ الاسلام، حجۃ اللہ علی العالمین، قاسم العلوم والخیرات، آیۃ من آیات اللہ، شیخ الاسلام، ثانی اللہ اور ثانی الرسول جیسے القاب دیا کرتے ہیں، اس نے تو تمام اسلام سے چار قدم آگے بڑھ کر یہاں تک لکھ دیا کہ "ارواح انبیاء کرام علیہم السلام کا (ان کے جسموں سے) اخراج (ہی) نہیں ہوتا" (جمال قاسمی ص ۱۴) رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی بلا انفصال اب تک برابر مستمر ہے اس میں انقطاع یا تبدل و تغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہو جانا واقع نہیں ہوا (آب حیات ص ۳۷) اور جیسا ہمارے نزدیک یہ قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف "دقیق غیر سبیل المومنین" کا راستہ اختیار کر کے غلو کیا گیا ہے۔ لیکن وہ چونکہ اپنے ہیں لہذا وہ پھر بھی "حجۃ اللہ علی العالمین" ہیں۔ جبکہ ہم قرآن و حدیث میں بیان کردہ ایک دفعہ کی موت غیر مستمرہ مان کر بھی کافر و مشرک۔

قال اللہ المشتکیٰ

غیری آنکھ کا تنکا تو تجھے آتا ہے نظر
اے بے خبر دیکھ ذرا اپنی آنکھ کا شہتیر بھی

مذکورۃ الصدر متعدد طرق سے حدیث صحیح بخاری کی اور جمیع موجود صحابہ کرام کے سامنے یہ عقیدہ افضل البشر بعد از انبیاء جناب سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یعنی اس عقیدہ حیات الانبیاء فی القبور پر اجماع صحابہ کرام ہے۔ جن کے عقیدے کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے کسوٹی قرار دیا ہے (بقرۃ ۱۳۷) جن کے متبعین پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا اعلان عام فرما دیا ہے (توبہ نمبر ۱۰۰) پھر اس دن سے لے کر آج تک کسی بھی محدث یا مفسر نے اس پر تکفیر بھی نہیں کی۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث میں بھی صحابہ کرام کے متبعین ہی کو فرقہ ناجیہ قرار دیا گیا ہے اسی لئے محدثین و مفسرین کرام نے اس عقیدہ پر بلا استثناء اجماع نقل فرمایا ہے۔ سوال۔ کیا انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم مقدس بھی قبر اطہر میں صحیح و سلامت رہتے ہیں؟ جواب۔ ہاں۔

[illegible] طرح صحیح وسلامت رہتے ہیں۔ اس پر بہت سی احادیث بھی موجود ہیں۔ مثلاً جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان اللہ قد حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیہم السلام۔ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے (یعنی کسی طرح کا نقصان پہنچائے) یہ حدیث شریف اپنے مضمون کے ساتھ ابو داؤد [illegible] ص ۱۵۷ [illegible] ۲۰۳، ابن ماجہ ص ۷۶، مصنف ابن ابی شیبہ نمبر ۲ ص ۵۱۶، مسند امام احمد نمبر ۴ ص ۸، مستدرک حاکم نمبر ۱ ص ۵۴ [illegible] نمبر ۳ ص ۸ [illegible] حبان نمبر ۳ ص ۷۸، [illegible] نمبر ۱ ص ۳۰۷، بیہقی [illegible] نمبر ۳ ص ۲۴۸، بیہقی صغیر نمبر ۱ ص ۳۳۵، ابن عساکر نمبر ۳ ص ۱۵۷، نوادر الاصول حکیم ترمذی ص ۳۸۶، سنن کبریٰ نسائی نمبر ۱ ص ۵۱۹ [illegible] کتاب الصلوٰۃ [illegible] ص ۵۰ کتاب [illegible] ص ۹۳، رحمۃ اللعالمین نمبر ۱ ص ۲۱۳، مجموعہ رسائل نجدیہ نمبر ۲ ص ۶۵۴، اور [illegible] ص ۲۲۱ [illegible] چشتی ص ۱۱۸ [illegible] فضائل درود شریف از مولوی زکریا صاحب تبلیغی نصاب و فضائل اعمال ص ۳۲، وغیرہ پر بھی موجود ہے۔ صاحب قاموس فرماتے ہیں محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے [illegible] ہے (الصلوٰت و البشر ص ۷۴) [illegible] فرماتے ہیں یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے (مستدرک [illegible] ص ۳۲۰) [illegible] نے اس کی صحت کو تسلیم کیا (تلخیص المستدرک [illegible] ص ۲۷۸) [illegible] علی عزیزی نے اس کی صحت بیان فرمائی [illegible] شرح جامع الصغیر [illegible] ص ۲۱ [illegible] شارح مسلم امام نووی نے اس کی صحت نقل فرمائی (کتاب الاذکار ص ۱۰۲) شارح مشکوٰۃ علامہ علی قاری نے اس کو صحیح کہتے ہیں (مرقاۃ نمبر ۳ ص ۲۴۸) علامہ خفاجی شارح شفاء نے اس کی صحت نقل فرمائی (نسیم الریاض نمبر ۳ ص ۵۰۲) علامہ تقیر الدین [illegible] نے بھی صحیح کہا ہے (قطب الارشاد ص ۲۷۹) ابن تیمیہ کے شاگرد محمد بن احمد عبد الہادی نے بھی اس کو صحیح کہا ہے (صارم المنکی ص ۲۷۵) [illegible] نے جناب ابو درداء کی ابن ماجہ کی روایت حی یرزق کی اسناد کو جید لکھا ہے (الترغیب و الترہیب نمبر ۲ ص ۵۰۳) [illegible] نے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں (القول البدیع ص ۱۵۹) [illegible] نے اس کے تمام [illegible] ثقہ ہیں (جمع الفوائد نمبر ۱ ص ۲۹۴) قاضی شوکانی نے اس کی سند کو جید کہا (نیل الاوطار نمبر ۳ ص ۲۴۸) امام زرقانی نے تمام راوی ثقہ کہا (زرقانی علی المواہب نمبر ۵ ص ۳۳۶) امام فاسی [illegible] [illegible] نے تمام راویوں کو ثقہ کہا (مطالع المسرات ص ۳۲) علامہ عزیزی [illegible] تقدیر شرح جامع الصغیر نمبر ۲ ص ۸۰) [illegible] عسقلانی شارح بخاری نے اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہا (تہذیب التہذیب نمبر ۳ ص ۳۹۸) [illegible] سمہودی نے اس کی سند کو جید کہا (وفاء الوفاء نمبر ۴ ص ۱۳۵۳) علامہ ابن حجر مکی نے اس کے راویوں کو ثقہ فرمایا (الجوہر المنظم ص ۴۰) امام محمد بن یوسف شامی نے اس کے راوی ثقہ فرمایا (سبل الہدیٰ والرشاد نمبر ۱۲ ص ۳۴۴) ابن قیم نے بھی اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا (کتاب الروح ص ۵۷)

جناب سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں [illegible] اللہ حی یرزق "یعنی اللہ کے نبی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور رزق بھی دیئے جاتے ہیں کے الفاظ بھی بیان فرمائے گئے ہیں۔ (ابن ماجہ کتاب الجنائز ص ۱۱۸) یہ صحیح الاسناد روایت بھی پہلی روایت کی مؤید و شاہد ہے یہ روایت مشکوٰۃ کے ص ۱۲۱ پر بھی منقول ہے۔

چونکہ جن لوگوں نے یہ فتنہ کھڑا کر رکھا ہے وہ اپنے آپ کو حنفی بھی کہتے ہیں اس لئے ایک حنفی فتاویٰ کی کتاب کا حوالہ بھی دے دیتے ہیں۔ [illegible] الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام احیاء فی قبورہم (در مختار شامی نمبر ۲ ص ۵) یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نیز رسائل ابن عابدین شامی نمبر ۲ ص ۲۰۳ پر بھی یہی الفاظ ہیں۔ پھر وہ اپنے آپ کو دیوبندی بھی کہتے ہیں۔ اس وجہ سے پہلے بھی کئی اکابرین دیوبند کے حوالے لکھے گئے ہیں۔ آخر میں ایک مختصر کتاب (المہند علی المفند ص ۲۸ مطبوعہ دیوبند) کی عبارت کا ترجمہ لکھ دیتے ہیں جو کہ مجلس اکابرین دیوبند کی تصدیق سے شائع ہوئی ہے۔ "اور ہمارے مشائخ کے نزدیک جناب رسول اللہ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے لیکن غیر مکلف ہیں" پس ثابت ہوا کہ آپ کی حیات دنیا کی سی ہے اور چونکہ برزخ میں حاصل ہے اس معنی میں برزخی ہے۔

خاندانِ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دینی کارنامے

قسط: 3

محمد امین [illegible]

[illegible] مسعود [illegible] کے قریب پہنچی تو سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کا ظہور ہوا [illegible] ایک نیا دین نکالا جس [illegible] گیا تھا۔ [illegible] شعائر کے [illegible] تھے [illegible] علماء کو [illegible] روایات [illegible] جاری تھیں۔ [illegible] نازک دور [illegible] سیدنا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے سر [illegible] آپ کی [illegible] کوششوں کا نتیجہ تھا کہ [illegible] جہانگیر اور [illegible] شاہجہاں [illegible] حق میں بہتر ثابت ہوا۔ [illegible] سیدنا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ [illegible] حضرت خواجہ محمد معصوم [illegible] حضرت سیف [illegible] میں جلوہ فرما [illegible] قدس سرہ [illegible] ثانی قدس سرہ [illegible] رخصت ہو [illegible] طریقہ [illegible] معرض وجود میں آیا [illegible] باقاعدہ [illegible] حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ معروف معنوں میں آپ کا سب [illegible]

سادات سے متعلق نہیں [illegible] ہیں۔ [illegible] قریش [illegible] آپ [illegible] رسول سے بہت قریب ہیں۔ [illegible] جیسا کہ [illegible] آپ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے اسی طرح [illegible] ہیں جیسے [illegible] مستند روایات سے ثابت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کے لیے [illegible] امانت اپنی اولاد پاک کو عطا فرما دیا تھا۔ چنانچہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی [illegible] علیہ الرحمہ نے وہ جبہ آپ کو باقاعدہ پیش کیا اور پہنایا۔

حضرت مجدد الف ثانی [illegible] آپ کے خانوادے [illegible] کی تاریخ میں تحفظ اسلام کے سلسلے میں سب سے [illegible] حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ہے [illegible] آپ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ اس عظیم [illegible] کے نگران [illegible] عالمگیری مرتب [illegible] تھی۔ شاہ ولی اللہ محدث قدس سرہ [illegible] روایات [illegible] وقت کے [illegible] کے مطابق [illegible] اور اسلامی تعلیمات [illegible] میں پیش کیا۔ [illegible] حضور ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں ہوا۔ چنانچہ جب آپ حصول تعلیم سے فارغ ہوئے تو سرکار رحمۃ للعالمین ﷺ نے خواب میں تشریف لا کر فرمایا "خدا نے تمہیں اس امت کے مصلح کے طور پر منتخب فرمایا ہے۔" ([illegible] مترجم کا حرف آغاز)

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ [illegible] کتاب [illegible]

اس کتاب کی حدیث نمبر ۲۳ اور نمبر ۲۴ میں فرماتے ہیں۔

۲۔ ایک دفعہ شہر کی جامع مسجد میں جمعہ پڑھ رہا تھا، عصر میں مراقبے میں تھا۔ میرے مشاہدے میں یہ بات آئی کہ حضور ﷺ کی روح اقدس ظاہر ہوئی اور مجھے چادر اوڑھا دی۔ چادر اوڑھتے ہی مجھے علوم شریعت کی بعض باریکیاں معلوم ہو گئیں اور پھر ان میں دقائق و حقائق واضح ہوتا گیا۔

(۳) میں نے ایک خواب میں اپنے گھر میں سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کو تشریف فرما دیکھا۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں ایک شکستہ سر قلم ہے انہوں نے ہاتھ بڑھا کر مجھے دینا چاہا اور فرمایا کہ یہ میرے نانا جان حضور رسول اللہ ﷺ کا قلم مبارک ہے (هذا القلم جدی رسول الله صلی الله علیه وسلم) پھر انہوں نے ہاتھ روک کر حضرت امام حسین کو فرمایا کہ اسے ٹھیک کر دیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ ایک چادر لے تشریف لائے اور فرمانے لگے یہ میرے نانا جان حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک ہے (هذا رداء جدی رسول الله صلی الله علیه وسلم) پھر یہ مجھے اوڑھا دی۔ اس دن سے علوم شریعت کی تصنیف کے لئے میرا سینہ کھل گیا، والحمدللہ۔

یہ اسی قلم مبارک اور چادر مبارک کی برکت تھی کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے اسلام کی حمایت میں وہ کچھ کر دکھایا جو شاید ایک جماعت سے بھی ظہور میں نہ آتا۔ یہ دونوں حدیثیں حجۃ اللہ البالغہ کے دیباچے میں بھی درج کی ہیں۔ پہلی اور دوسری حدیث کے درمیان والی عبارت (کا ترجمہ) ملاحظہ فرمایئے۔

> "پھر چند روز بعد الہام ہوا کہ اس حالت
> اور روشن امر کے لئے میرا آمادہ ہونا تقدیر الٰہی میں
> قرار پاچکا ہے اور مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ اپنے پروردگار
> کے انوار سے تمام زمین منور ہوگی۔ غروب کے وقت
> روشنی نے اپنا عکس زمین پر ڈالا ہے اور شریعت
> مصطفوی اس زمانے میں بدیں وجہ کہ دلائل کے وسیع
> قمیص لباس میں ظہور فرمانے کو ہے سراپا نور ہوگی۔"
>
> (ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ از حقانی مرحوم)

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ عالم اسلام بالخصوص مسلمانان بر صغیر کے عظیم محسن تھے جنہوں نے انتشار و افتراق کے زمانے میں ملت کی بہترین رہنمائی فرمائی اور کتاب و سنت کی اہمیت مسلمانوں پر واضح کر کے انہیں سلف صالحین کے ساتھ وابستہ رہنے کی کوشش فرمائی۔ آپ کی جملہ تصانیف روشنی کا مینار ہیں اور آج بھی ان کی وہی اہمیت ہے جو شاہ صاحب کے اپنے دور میں تھی۔

نوٹ: ہماری تاریخ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جتنے بڑے محسن ہیں، اتنے ہی مظلوم بھی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے اپنے عقائد کو پھیلانے کے لئے آپ کی شخصیت سے فائدہ اٹھایا اور آپ کے نام کا استحصال کیا۔ ان جھوٹوں اور جعل سازوں کو آپ سے کوئی نسبت نہ تھی اور ان کے اپنے عقائد کے مطابق تو شاہ صاحب بھی (معاذ اللہ) دوسرے اہل سنت کی طرح 'مشرک' ٹھہرتے تھے، مگر انہیں مسلمانوں کو دھوکا دینا مقصود تھا، اس لئے انہوں نے البلاغ المبین، تحفۃ الموحدین وغیرہ کتابیں لکھ کر انہیں حضرت شاہ صاحب کے نام سے چھپوایا اور یوں شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی بعض اصل تصانیف میں اپنے مطلب کی عبارات ملا دیں۔

سادہ لوح لوگ ان مکاروں کے جھانسے میں آ گئے اور انہیں فی الواقع حضرت شاہ صاحب کے عقائد سمجھ کر پڑھا۔ اسی طرح بعض خوش عقیدہ لوگ (اہل سنت میں) بھی تحقیق کے بغیر دھوکا کھا گئے اور اصل حقیقت سے بے خبر ہو گئے اور جس طرح وہ ان باطل عقائد رکھنے والوں کے خلاف تھے، شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے بھی خلاف ہو گئے۔ وہ شخصیتیں جن میں اعلیٰ حضرت مجدد ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی بھی شامل ہیں، کبھی ان جعلی کتابوں کو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی تصانیف تسلیم کرنے سے انکار فرماتے رہے۔

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے بارے میں یہ غلط فہمی اس لئے بھی عام ہوئی کہ آپ کے ایک پوتے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ساتھ دیا۔ انہوں نے اس کی کتاب التوحید کا ترجمہ بہت ہی فساد انگیز کتاب تقویۃ الایمان میں پیش کیا، پھر اس پروپیگنڈے کو بھی بہت ہوا دی گئی کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بھی یہی عقائد تھے اور اس پر یہ جھوٹ بھی تیار کیا گیا کہ شاہ صاحب کی حج کے دوران محمد بن عبدالوہاب سے مکہ معظمہ میں ملاقات ہوئی اور آپ نے اس کے عقائد اپنائے، چونکہ انگریز حکومت لوگوں کے دلوں سے عشق رسول ﷺ کا جذبہ نکالنا چاہتی تھی تاکہ جہاد کا تصور ختم ہو جائے اور کتاب التوحید و تقویۃ الایمان اس اعتبار سے ان کے مطلب کی تھیں کہ مسلمانوں میں انتشار پیدا ہو، لہٰذا سرکاری خرچ سے یہ دونوں کتابیں پہلے پہل مفت تقسیم کی گئیں اور اسی طرح شاہ صاحب کے بارے میں اس غلط نظریے کا بھی پروپیگنڈا کیا گیا۔ حالانکہ جہاں شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نابغۂ روزگار تھے، وہاں محمد بن عبدالوہاب سخت کند ذہن تھا۔

[illegible]

بارے مجمل ... [illegible]

﴿ ان محمد بن عبد الوهاب النجدي ... [illegible] ﴾

[illegible]

... حضرت شاہ ... محدث ... [illegible]

[illegible]

مجدد ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ جو اس دور میں

[illegible]

والصوفية ... [illegible] ... في البيعة

[illegible]

عن ابیه ذی الفضل و محاه مولانا ولی الله رحمة الله تعالیٰ علیه

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے جہاں باطل

عقائد کے خلاف اسلام کا دفاع کیا اور بڑی ثابت قدمی سے کفر والحاد کے خوفناک طوفان کا مقابلہ کیا۔ نیز آپ نے سیاست کے میدان میں بھی عملی جدوجہد کی اور مسلمانوں کو مرہٹوں، سکھوں اور جاٹوں کے ظلم وستم سے بچانے کی تدابیر کیں۔ چنانچہ نظام الملک، نجیب الدولہ، حافظ رحمت خاں جیسے مدبر اور موثر [illegible] کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے مسلم دشمن طاقتوں کو ملیا میٹ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ احمد شاہ ابدالی حاکم افغانستان کو بھی برصغیر کے مسلمانوں کی حالت زار سے آگاہ کیا اور انہیں (ہندوستان پر) حملہ کرنے کی دعوت دی۔ آپ کے دردِ دل اور نور فراست کا ملاحظہ کرنے کے لئے آپ کے خط کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے جو آپ نے احمد شاہ ابدالی کے نام لکھا تھا۔

"اس زمانے میں ایسا بادشاہ جو صاحب اقتدار و شوکت ہو اور لشکر مخالفین کو شکست دے سکتا ہو، دور اندیش اور جنگ آزما ہو، سوائے آنجناب اور کوئی موجود نہیں ہے۔ یقیناً جناب عالی کا فرض عین ہے کہ ہندوستان کا قصد کریں، مرہٹوں کا تسلط توڑیں، کمزور مسلمانوں کو غیر مسلموں کے پنجے سے آزاد کرائیں۔ اگر غلبہ کفر معاذ اللہ اسی انداز پر رہا تو مسلمان اسلام کو فراموش کر دیں گے اور پھر جلد ہی اسلام اور کفر کی تمیز سے بھی عاری ہو جائیں گے۔ یہ ایک بلائے عظیم ہے اور اس کو بفضل خدا آپ ہی دور کر سکتے ہیں۔ ہم بندگان [illegible] حضور رسول خدا ﷺ کو شفیع کرتے ہیں اور خدائے عزوجل کے نام پر التماس کرتے ہیں کہ ہمت مبارک کو اس جانب متوجہ فرما کر مخالفین سے مقابلہ کریں تاکہ خداوند کریم کے ہاں بہت بڑا ثواب آپ کے نامہ اعمال میں لکھا جائے۔"

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے ان خطوط کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ خصوصاً احمد شاہ ابدالی نے اپنی مختصر فوج کے ساتھ ۲۶ اپریل ۱۷۶۱ء کو پانی پت کی تیسری لڑائی میں مرہٹوں کو تہس نہس کر دیا، پھر سکھوں نے سر اٹھایا تو ان کی بھی خوب خبر لی۔ ایک لمحہ کے لئے سوچئے اگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس وقت خاموش رہتے اور مرہٹوں اور دوسری اسلام دشمن قوتوں کے عزائم خاک میں نہ ملتے تو آج ہماری کیا حالت ہوتی اور برصغیر کا نقشہ (معاذ اللہ) کتنا مختلف ہوتا۔ اسی لئے علامہ اقبال فرمایا کرتے تھے کہ ہندوستان کے صوفیہ میں حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہوں میں اورنگ زیب علیہ الرحمۃ بے مثال تھے۔ حضور شہنشاہ لاہوتی قدس سرہ نے حضرت شاہ صاحب اور دیگر محدثین کے مزارات دیکھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا وصال ۱۱۷۶ھ میں ہوا (انا للہ وانا الیہ راجعون ۰) آپ کے بعد آپ کے فرزند اکبر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (سترہ برس کی عمر میں) آپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے اور ساٹھ سال تک اسلام کی تبلیغ و خدمت کرنے کے بعد ۱۸۲۳ء میں واصل بحق ہو گئے۔ حکیم مومن خان مومن نے تاریخ وفات کہی

دست بیداد اجل سے بے سروپا ہو گئے
فقر ودیں، فضل وہنر، لطف وکرم، علم وعمل

(ق + ی + ص + ب + ط + [illegible] = ۱۲۳۹)

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ [illegible] انتہائی دشوار حالات میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے مشن کو جاری رکھا اور بڑی استقامت کے ساتھ اسلامی عقائد کا دفاع کیا۔ آپ [illegible] وجہ سے مجدد [illegible] حضرت امام [illegible] آپ کی تفسیر [illegible] میں مقام [illegible] علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے [illegible] پیش کیا ہے۔ آپ نے تحفہ اثنا عشریہ لکھی تو نجف خاں (رافضی [illegible]) نے [illegible] چھپکلی کا ابٹن آپ کے جسم پر ملوا دیا (جس سے [illegible] اور آپ کے بھائی شاہ عبدالقادر رحمہما اللہ کو شہر بدر بھی کر دیا۔ (دو مرتبہ یہ دونوں حضرات واپس آئے)۔ اس سے پہلے یہ [illegible] آپ کے والد ماجد کے [illegible] ہاتھوں کو بھی [illegible] کیونکہ آپ نے [illegible] کے باوجود [illegible] خلاف [illegible] لکھی تھی۔ اس کے بعد آپ خود نہیں لکھ سکتے تھے [illegible] اپنے تلامذہ سے لکھوا لیتے تھے۔

[illegible] حضرت کی عزیمت کا فیض تھا کہ مسلمانوں میں ایمان کی غیرت بیدار ہوئی اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء جس کے کئی ہیرو حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے فیض یافتہ اور شاگرد تھے۔

یہ ہے حضرت سید محمد اسحاق، حضرت شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جیسے ... حضرت
... کارنامے ... حضور ... کے ...
... حضرت ... بیت ...
... کا اعتراف ہے۔ ان شخصیات سے ...
... عظمت ...
... توجہ اور دعا ... ہے۔ چنانچہ ...
آزادی علامہ فضل حق خیرآبادی، اعلیٰ حضرت مجدد ملت فاضل بریلوی، محقق
علامہ یوسف نبہانی، حکیم الامت حضرت اقبال ... رحمۃ ...
دینی ملی کارناموں میں بھی آل رسول کی برکات جلوہ گر ہیں۔

اسلام کا آخری سنہری دور

احادیث کی روشنی میں اسلام کا وہ سنہری دور ... مسلمان ...
... یعنی حضرت سیدنا امام مہدی کی ... علیہم الصلوۃ
والسلام ... سے سنہری ہوگا ... حضرت سیدنا عیسیٰ
علی نبینا و علیہ السلام ... آپ کے پیچھے نماز
پڑھیں گے۔

حضرت امام مہدی حضور پرنور ﷺ سے بے مثل ... ہوں گے۔
آپ کا اسم شریف **محمد** کنیت ابو القاسم ...
... (رضی اللہ عنہم)۔ آپ کے والد سیدنا امام حسن اور والدہ
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما ... ہوگی۔ ظہور کے وقت آپ کی عمر
مبارک چالیس سال ہوگی۔ سیدنا امام جعفر صادق ... (مسند
الذہب) سے حضور امام المرسلین ﷺ کی حدیث پاک ... ہیں۔

کیف تهلک امة انا اولها والمهدی
اوسطها والمسیح عیسیٰ آخرها

حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں ...
منکم (بخاری و مسلم)

...
...

ترجمہ: وہ امت کیونکر ہلاک ہوگی جس کی ابتدا
میں میں، درمیان میں مہدی اور آخر میں عیسیٰ مسیح
ہوں گے، علیہم الصلوۃ والسلام۔
اس حدیث ... کو پیش نظر رکھتے ہوئے ... حضور شاہ لاثانی
و حضور نقش لاثانی کے کارناموں پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں)

حضور شاہ لاثانی اور حضور نقش لاثانی

علیہما الرحمۃ

تعالی اللہ حسن تابش کردار لاثانی
کہ اک اک شمع ہے پروانہ سرکار لاثانی
صداقت کی ہوا رحمت کا پانی نور کی بارش
... کیوں ... شان سے گلزار لاثانی
... جماعت ... سر پہ ...
کہ اس کے رہنما ہیں قافلہ سالار لاثانی
... جو دیکھے نقش ...
... کو ہوا دیدار لاثانی
وہی سیرت وہی صورت وہی نقشہ وہی جلوہ
ترے قربان میں ...

آج سے ... صدی قبل برصغیر پاک و ہند پر انگریز کا تسلط
چھا چکا تھا اور مسلمانوں کے اقتدار کا آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ ۱۸۵۷ء
میں ... ملک ... اور ...
... اندھیرے ... تاریک ... وقت تھا
کہ ... خصوصاً ... ظلم و ستم ...
... جنگ آزادی میں ... مسلمانوں کا تھا ...
... صرف دہلی میں ... ہزار مسلمانوں کو ...
... سامنے ... پھانسی کی سزا دی گئی۔ (مولانا اسمٰعیل اور
تقویۃ الایمان[1])

---

[1] حضرت سید ابوالحسن فاروقی مجددی علیہ الرحمہ

مقام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

(علامہ محمد صدیق ... صاحب)

اسلام میں سبقت: آپ نے اول بعثت ہی میں سب سے سبقت کی اور مشرف باسلام ہو گئے۔ علمائے سیرت کا اس میں اختلاف ہے کہ اول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے یا حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ یا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ احرار بالغین (آزاد مردوں) میں سے قبول اسلام میں کسی نے حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) سے سبقت نہیں کی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے قریش میں سے قبول کا اظہار کیا۔

لقب مبارک: حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے منقول ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم آتش دوزخ سے اللہ کے عتیق (یعنی آزاد کئے ہوئے) ہو اس دن سے ان کا لقب عتیق مشہور ہوا۔ (ترمذی)۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جس شخص کو کسی ایسے شخص کے دیکھنے کی خواہش ہو جو دوزخ کی آگ سے آزاد ہو تو اسے چاہئے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جن کا نام اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک پر صدیق جاری فرمایا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تصدیق معراج کے باعث حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق ہوا۔

افضلیت بلحاظ احسان و منت: آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے بلحاظ اپنے مال کے اور بلحاظ میری صحبت میں رہنے کے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کی مکافات کر دی ہے۔ بجز ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے کہ ان کے جس قدر ہم پر احسانات ہیں ان کی مکافات اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کرے گا۔ مجھے جو نفع ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال سے پہنچا اور کسی کے مال سے نہیں پہنچا اور یہ شہادت ہے فضیلت باعتبار ذات، باعتبار آنحضرت ﷺ اور فضیلت باعتبار ترویج اسلام۔

مقام رضا اور رب کا سلام: ایک بار حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت جبرئیل اس وقت آئے اور کہنے لگے اے محمد ﷺ یہ کیا بات ہے کہ آج میں ابوبکر کو ایک کمبل اوڑھے ہوئے دیکھتا ہوں۔ فرمایا اے جبرئیل انہوں نے اپنا سارا مال قبل فتح مکہ مجھ پر خرچ کیا۔ حضرت جبرائیل نے عرض کیا اللہ ان پر سلام بھیجتا ہے اور کہتا ہے ان سے پوچھو کہ تم اس فقر میں مجھ سے خوش یا ناخوش۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کیا میں اپنے پروردگار سے ناراض ہو سکتا ہوں میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں۔ تین دفعہ فرمایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو خیرات کرنے کا حکم دیا۔ میں اپنے گھر مال لینے گیا اور ارادہ کیا کہ آج میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا اگر ممکن ہو۔ چنانچہ میں نصف مال لے آیا اور نصف گھر کے لئے چھوڑا۔ جب مال لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا گھر کے لئے کتنا مال چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا نصف اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کل مال لے آئے تھے۔ آپ نے آنحضرت

ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کے ﷺ بعد کون ہوگا

آپ ﷺ نے فرمایا ... ﷺ کو بتا ... میں نے

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ سے کوئی سبقت نہیں

لے سکتا۔

منصف وزارت: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

خدا ﷺ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں جس کے دو (۲) وزیر آسمان

والوں میں سے اور دو (۲) وزیر زمین والوں میں سے نہ ہوں۔ چنانچہ

میرے دو (۲) وزیر آسمان والوں میں سے جبرائیل و میکائیل (علیہما

السلام) ہیں اور میرے دو (۲) وزیر زمین والوں میں سے ابوبکر و عمر

(رضی اللہ عنہم) ہیں۔ (ازالۃ الخلفاء ص ۵۸۵،۱۹۷)

سب پر مقدم: اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں ...

کے تھے۔ آنحضرت ﷺ ... سے پہلے تمام امور میں مشورہ کیا کرتے

تھے اور وہ حضرت ﷺ کے ... تھے ... ثانی تھے ...

ثانی تھے قریش میں ... اور قبر میں بھی ثانی ہیں۔ اور رسول خدا

ﷺ ... کی مقدم ... تھے۔ (... ص ۱۳۵۷)

آپ کی منقبت اور سرکار ﷺ کا تبسم

... حبیب بن حبیب سے نقل کیا ہے کہ میں رسول خدا ﷺ کی خد

مت میں حاضر تھا جبکہ آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے

ارشاد فرمایا کیا تم نے ... رضی اللہ عنہ کی تعریف میں کچھ شعر کہے

ہیں وہ مجھے بھی سناؤ۔ حضرت حسان نے ... ان میں سے کچھ

اشعار کہے ہیں وہ یہ ہیں (ترجمہ)

" حضرت صدیق بلند غار میں ... ثانی اثنین تھے

جب حضرت صدیق اور رسول خدا ﷺ ... پہاڑ پر چڑھے اور غار

میں داخل ہوئے تو دشمنوں نے غار کو گھیر لیا ... حضرت صدیق رضی اللہ

عنہ رسول خدا ﷺ کے محبوب ہیں، اس بات کو سب جانتے ہیں اور

حضرت ... کی مخلوق ... برابر نہیں سمجھا۔ یہ شعر سن کر رسول خدا

ﷺ نے تبسم فرمایا" (ازالۃ الخلفاء ص ۵۷۵)

شجاعت: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا کہ

تمام لوگوں میں ... شخص ... لوگوں نے جواب دیا کہ آپ ہیں۔ تو پھر ہم نہیں

جانتے کہ شجاع ترین ہر دو اور کس ہے آپ نے فرمایا۔ شجاع ترین

ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے دیکھا کہ جب قریش نے

آنحضرت ﷺ کو گھیر لیا تو کوئی مارتا اور کوئی دھکیلتا اور کہتا جاتا تھا کہ تم نے

تمام معبودوں کو ایک کر دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس

وقت ہم میں سے کوئی رو کنے والا نہیں تھا بجز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ آپ

جا کر کسی کو مارتے اور کسی کو کھینچتے۔ (ج)(ازالۃ الخلفاء ص ۵۷۵)

حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کی گواہی

رضی اللہ عنہما کی گواہی: ... بن ... سے روایت کیا گیا

ہے کہ انہوں نے محمد بن علی و جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے حضرت صدیق

اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے

فرمایا وہ دونوں امام ... تھے ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں

سے بیزار ہیں۔ اس کے بعد جعفر بن محمد (امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی

اللہ عنہما) اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے ... کیا کوئی شخص اپنے نانا

کو برا کہہ سکتا ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ میرے نانا تھے ... میں

انہیں برا کہتا ہوں اور ان کے دشمنوں کو برا نہیں کہتا ہوں تو مجھے میرے

نانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو۔ ابو جعفر سے روایت

ہے انہوں نے کہا جو شخص حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی

اللہ عنہما کی فضیلت کا انکار کرے وہ سنت کا انکار کرتا ہے۔

بیعت خلافت: آنحضرت ﷺ کے وصال ... کے

موقع پر بہت بڑا اختلاف جو پیدا ہوا بالغرض بیعت حضرت سعد بن

عبادہ رضی اللہ عنہ انصار کا سقیفہ بنی ساعدہ میں مجتمع ہونا تھا اور یہ وہ

اختلاف تھا کہ اگر حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ)

اسے نہ مٹاتے تو مسلمانوں میں اسی وقت سے پھوٹ پڑ جاتی اور دین اسلام

ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

لہٰذا حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سقیفہ بنی ساعدہ

میں گئے اور اپنے سیف بیان سے اس اختلاف کو قطع کیا۔ راویان حدیث

اس بیان کے نقل کرنے میں مختلف ہیں اور ہر ایک نے اس کے متعلق کچھ

یاد رکھا ہے اور کچھ نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں حضرت صدیق کی

بیعت ناگہانی اور یکایک ہونے کا جواب بھی ہے اس طرح پر ہے کہ

انصار نے کہا اے معشر قریش ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک تم میں

سے۔ اس وقت حباب بن منذر [illegible] تھے [illegible]

[illegible] ہم تمہیں [illegible] نہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھہر جاؤ

جلدی نہ کرو۔ اس وقت میں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے چاہا کہ

میں کچھ گفتگو کروں مگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا، ابھی خاموش

رہو۔ پھر آپ نے حمد وثنا کے بعد بیان کیا۔

اے [illegible] اللہ [illegible] آپ لوگوں سے منکر نہیں [illegible] آپ کے

حقوق کا انکار کرتے ہیں اور نہ آپ کے ان کاموں کا جو آپ نے

اسلام کی خدمت میں کئے [illegible] آپ لوگ بھی جانتے

ہیں [illegible] میں جو قدر [illegible] قریش [illegible] عرب بجز

قریش کے اور کسی کی خلافت پر ہرگز مجتمع نہ ہوں گے۔ اس لئے میں آپ

لوگوں [illegible] کہتا ہوں کہ آپ [illegible]

[illegible] میں کوئی حادثہ پیدا [illegible]

[illegible] حضرت عمر فاروق [illegible] ابی عبیدہ [illegible]

[illegible] بیعت [illegible] پیدا ہوں [illegible]

ہیں۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے

کوئی بات نہیں چھوڑی جو میں کہنا چاہتا تھا آپ نے [illegible]

[illegible] بھی کہنا چاہتا تھا [illegible] قتل کیا جاؤں [illegible]

پھر قتل کیا جاؤں [illegible] قتل کیا جاؤں [illegible]

معصیت کے ہو تو یہ مجھے (زیادہ) پسند ہے اس سے کہ میں اس قوم پر امیر

بنایا جاؤں جس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہوں۔ آپ کے بعد

میں نے بیان کیا، اے معاشر انصار اور اے معاشر مسلمین! آنحضرت

ﷺ کے بعد آپ کے [illegible] زیادہ مستحق حضرت صدیق رضی

اللہ عنہ ہیں جو غار میں آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کے خلیفہ ہونے

کے زیادہ مستحق حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو غار میں آنحضرت

ﷺ کے ساتھ تھے اور السابق [illegible] ہیں ہر نیکی میں سب سے زیادہ

سبقت کرنے والے) اس کے بعد میں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

کا دست مبارک لیا۔ مگر مجھ سے پہلے انصار میں سے ایک شخص نے سبقت

کی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی۔ پھر ان کے بعد میں

نے بیعت کی اور پھر اور لوگوں نے بیعت کی۔ (ازالۃ الخفاء دوم ص ۵۳۹)

پھر جب دوسرے روز بیعت عام ہوئی تو سادات اہل بیت رضی

اللہ عنہم نے آپ کی بیعت سے تخلف کیا اور یہ ایک دوسرا اشکال تھا جو پیدا

ہوا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس اشکال کو بھی بحسن [illegible]

زہری حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ خطبہ سنا جو آپ نے آنحضرت ﷺ

کی وفات کے دوسرے دن منبر پر کیا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے

ہوئے تھے۔ آپ نے بیان کیا کہ میری آرزو تو یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ

بھی [illegible] یہاں تک کہ ہم سب سے بعد تک [illegible] آپ کا

انتقال ﷺ ہو گیا تو [illegible] تمہارے [illegible] مجید کی [illegible]

[illegible] آنحضرت ﷺ

[illegible] حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ

کے صاحب [illegible] ثانی اثنین ہیں [illegible] آپ لوگوں کے

سید ہیں اسلئے اٹھو اور آپ کی بیعت کرلو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے سقیفہ بنی ساعدہ میں ایک جماعت نے

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ہوئی تھی اور یہ بیعت عامہ تھی۔

[illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

[illegible] تقریر کرنے کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ آپ منبر پر

چڑھئے اور اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو منبر پر چڑھا دیا اور

لوگوں نے بیعت عامہ کی (بخاری شریف)۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت

صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے اور آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا

تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے۔ آپ نے پوچھا، کہاں ہیں

علی رضی اللہ عنہ؟ [illegible] میں سے چند لوگ اٹھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

کو بلا لائے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ آنحضرت

ﷺ کے چچا زاد بھائی اور آنحضرت ﷺ کے داماد ہیں۔ کیا آپ

چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالیں۔ عرض کیا نہیں یا خلیفہ رسول

اللہ اور بیعت کرلی (حاکم اس کے راوی ہیں)۔ (ازالۃ الخفاء ص ۵۲،۵۱)

ابو عمر نے استیعاب میں حسن بصری سے روایت کیا کہ قیس بن

[illegible] کہتے تھے، مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کہ رسول اللہ ﷺ کے مرضِ وفات میں کچھ دن اور کچھ راتیں ایسی تھیں کہ جب اذان ہوتی تو آپ فرماتے کہ لوگو! ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر جب رسول خدا ﷺ نے وفات پائی تو میں نے اس امر پر نظر کی کہ نماز اسلام کی علامت ہے اور دین کا ستون ہے لہٰذا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں ہمارے امام ہو چکے تو ہم سب نے اپنی دنیا کی سرداری کے لئے اس شخص کو پسند کر لیا جس کو رسول خدا ﷺ نے ہمارے دین کی سرداری کیلئے پسند فرمایا تھا، پس بلاتکلف ہم سب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

تعظیم اہل بیت رضی اللہ عنہم کی تاکید: حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اہل بیت کی بھی غایت درجہ تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اسی کی آپ وصیت فرما گئے۔ چنانچہ آپ کا قول ارقبوا محمد ﷺ فی اھل بیتہ ایک جماعت نے روایت کیا ہے یعنی آنحضرت ﷺ کو اہل بیت رضی اللہ عنہم میں تلاش کرو۔

طریقت کی اصل: حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی صفائی قلب اور ... طریقت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ توحید کی بہترین تعریف حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت کا راستہ خلق کو بجز اس کے نہیں بتلایا کہ وہ اس کی حقیقت و معرفت سے عاجز ہیں۔ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں طریقت و حقیقت طریقت صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ امام طریقت تھے۔

جمع قرآن پاک: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ کے بعد مجھے بلا بھیجا۔ جب میں گیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا ہے کہ یمامہ کی جنگ میں قرآن مجید کے حافظ بہت شہید ہوئے اور مجھے خوف ہے کہ اگر چند مقامات میں حافظ یونہی شہید ہوئے تو قرآن کریم کا بہت حصہ ضائع ہو جائے گا اور میں مناسب جانتا ہوں کہ آپ قرآن کریم کے جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس کام کو کس طرح کرو گے جو رسول خدا ﷺ نے نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم یہ بہتر ہے اور وہ مجھ سے اس بارے میں برابر گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے میرے سینہ کو اس کام کے لئے کشادہ کر دیا اور میری بھی اس معاملہ میں وہی رائے ہو گئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔

زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم جوان عقلمند آدمی ہو اور ہم تمہیں متہم نہیں جانتے ہیں اور رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں بھی تم کاتب وحی رہے ہو، لہٰذا تم قرآن مجید کو تلاش کرو اور اس کو جمع کرو۔ زید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر وہ مجھے ایک پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کو کہتے تو یہ آسان تھا بہ نسبت قرآن کے جمع کرنے کے۔ میں نے کہا تم اس کام کو کیونکر کرو گے جو رسول خدا ﷺ نے نہیں کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہی بہتر ہے اور آپ برابر اس معاملہ میں مجھ سے سوال و جواب کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے میرے سینہ کو اس کام کے لئے کشادہ کر دیا جس کے لئے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سینہ کو کشادہ کیا تھا۔ اور میں نے قرآن پاک کو کھجور کی شاخوں، سفید پتھروں اور حفاظ کے سینوں سے تلاش کر کے جمع کیا (اس حدیث کو بخاری نے بیان کیا ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سپاس عقیدت

حضرت اسید رضی اللہ عنہ بن صفوان سے روایت ہے آپ نے نبی ﷺ کو پایا ہے کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا تو ان پر ایک چادر اوڑھا دی گئی اور مدینہ رونے والوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ پھر حضرت (علی رضی اللہ عنہ) تشریف لائے اس حال میں کہ آپ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ اس مکان کے دروازہ پر جس میں حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) رکھے تھے (پہنچ کر) ٹھہر گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جسم مطہر پر ایک چادر پڑی تھی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ رسول خدا ﷺ کے دوست تھے اور آپ ان کے مونس تھے اور آپ ان کے مرجع و معتمد تھے اور آپ ان کے راز دار و مشورہ دینے والے تھے۔ آپ سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے زیادہ خالص ایمان تھے، سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتے تھے اور سب سے زیادہ

مضبوط یقین کے تھے اور رسول خدا ﷺ کی نگہداشت میں سب سے فائق تھے اور سب سے زیادہ اسلام پر شفقت کرنے والے تھے اور اصحاب رسول خدا کے حق میں سب سے بابرکت تھے۔ اور سب سے زیادہ حضور ﷺ کا حق رفاقت ادا کرنے والے تھے۔ اور سب سے زیادہ مناقب ہیں، اور سب سے افضل سوابق اسلامیہ میں اور سب سے بلند مرتبہ اور سب سے زیادہ بارگاہ رسالت میں مقرب اور سب سے افضل سوابق اسلامیہ میں اور سب سے بلند مرتبہ اور سب سے زیادہ بارگاہ رسالت میں مقرب اور سب سے زیادہ روش وعادت مہربانی اور بزرگی میں رسول خدا ﷺ کے مشابہ تھے اور سب میں مرتبہ کے لحاظ سے اشرف تھے اور سب سے زیادہ رسول خدا ﷺ کے نزدیک باعزت تھے اور سب سے زیادہ آپ کے نزدیک قابل وثوق تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی طرف سے اور اپنے رسول ﷺ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ (اے ابوبکر) آپ رسول خدا ﷺ کے نزدیک بمنزلہ کان و آنکھ کے تھے۔ آپ نے رسول خدا ﷺ کی تصدیق اس وقت کی تھی کہ جب تمام لوگ تکذیب کرتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپکا نام صدیق رکھا۔ چنانچہ فرمایا: والذی جاء بالصدق وصدق به (ترجمہ: اور وہ شخص جو سچ کو لایا اور وہ شخص جس نے اس کی تصدیق کی) سچ کے لانے والے محمد ﷺ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اے ابوبکر آپ نے رسول خدا ﷺ کی اپنے جان ومال سے غمخواری اس وقت کی جب کہ اور لوگ بخل کرتے تھے، اور آپ نے حضرت کی رفاقت مصائب کے وقت کی جبکہ لوگ آپ کی اعانت سے بیٹھ رہے تھے، اور آپ نے تنگی کے زمانہ میں ان کی صحبت اختیار کی۔ آپ صحابہ میں سب سے مکرم، مصدوق، ثانی اثنین اور غار میں رسول خدا ﷺ کے ساتھی تھے جن پر خدا کی طرف سے سکینہ اور وقار اتارا گیا، اور آپ ہجرت میں رسول خدا ﷺ کے رفیق اور خدا کے دین میں اور امت میں ان کے خلیفہ تھے۔ آپ نے فرائض خلافت کو خوب ادا کیا۔ اور اس وقت آپ نے وہ کام کیا جو کسی نبی کے خلیفہ نے نہ کیا تھا۔ آپ مستعد رہے جبکہ آپ کے ساتھی سستی ظاہر کرنے لگے اور آپ میدان میں آگئے جب کہ وہ چھپ کر رہنا چاہتے تھے اور آپ قوی رہے جبکہ وہ ضعف کرنے لگے۔ آپ نے طریقہ رسول ﷺ کو مضبوط پکڑا، جبکہ وہ لوگ ادھر ادھر بھٹکنے لگے تھے۔ آپ کی خلافت منافقوں کی ذلت، کافروں کی ہلاکت، حاسدوں کی ناگواری، باغیوں کی ناخوشی کا سبب تھی، اور آپ اس وقت امر حق کے اجرا میں قائم ہوئے ہیں جبکہ اور لوگوں نے ہمتیں پست کردی تھیں، اور آپ ثابت قدم رہے جبکہ اور لوگوں میں تذبذب پیدا ہوا، اور آپ نور الٰہی کے ساتھ خطرناک راستوں سے گزر گئے جبکہ اور لوگ ٹھہر گئے تھے پھر آپ کو راہ پر دیکھ کر سب نے آپ کی پیروی کی اور سب نے راہ پائی۔ اور آپ آواز میں سب سے پست تھے، کسی کو تلخی و درشتی سے جھڑکتے نہ تھے اور فوقیت مراتب میں سب سے برتر تھے، آپ کلام کرنے میں سب سے بہتر تھے اور آپ کی گفتگو سب کی گفتگو سے زیادہ ٹھیک ہوتی تھی اور آپ کی خاموشی سب سے بڑھی ہوئی تھی، اور آپ کا قول سب سے بلیغ ہوتا تھا اور آپ کا دل سب سے زیادہ شجاع تھا اور سب سے زیادہ امور دینی ودنیوی کے پہچاننے والے تھے اور عمل کے لحاظ سے سب سے اشرف تھے۔

اے صدیق رضی اللہ عنہ! خدا کی قسم آپ دین کے سردار تھے، ابتدا میں بھی جب کہ لوگ دین سے بھاگے تھے اور آخر میں بھی جب کہ لوگ دین کی جانب متوجہ ہوئے۔ آپ مسلمانوں کے مہربان باپ تھے یہاں تک کہ سب مسلمان آپ کے لئے اولاد کی مانند ہوگئے، اور جس بار کے اٹھانے سے وہ ضعیف تھے وہ بار آپ نے اپنے سر پر اٹھایا، اور جو امور ان سے فروگذاشت ہوئے تھے آپ نے ان کی نگہداشت کی، اور جس کو انہوں نے ضائع کیا آپ نے اس کی حفاظت کی اور جس بات سے وہ جاہل رہے آپ نے اسے جان لیا اور جس وقت وہ اجرائے امور دین میں سست ہوئے تو آپ ان کاموں میں کمر باندھ کر مستعد ہوگئے، اور جب وہ لوگ گھبرائے تو آپ نے صبر واستقلال سے کام لیا۔ پس ان کے مطالب کے قصور کو معلوم کرلیا اور وہ آپ کی رائے سے مقاصد کی طرف راہ یاب ہوئے تو انہوں نے اپنی مراد کو پایا، اور آپ کے سبب سے ان بلند مدارج کو پہنچے کہ جس کا انہیں گمان بھی نہ تھا۔

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آپ کافروں پر تو عذاب آسمانی اور غضب الٰہی کی آگ تھے، اور ایمان داروں کے لئے خدا کی رحمت اور انس اور ایک مضبوط قلعہ تھے۔ پس ان محامد وکمالات کے سبب آپ اس خلافت کے دریا میں غوطہ زن ہوئے اور تہ تک پہنچ گئے اور اس سے فضائل حاصل

[illegible] یہ کہ کام مشکل تھا مگر آپ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حقیقت
[illegible] ﷺ [illegible]
[illegible] ﷺ [illegible] والے تھے، اور جز حسب
[illegible] ﷺ [illegible] میں ضعیف تھے مگر خدا کے کام میں
قوی تھے [illegible] متواضع تھے۔ لوگوں کی
نظروں میں جلیل القدر تھے، ان کے دلوں میں بزرگ تھے۔ کسی شخص کو
[illegible] آپ میں عیب نکالنے کی [illegible]
[illegible] آپ کے خلاف حق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سے بچتے تھے۔
[illegible] تھے سب سے زیادہ
[illegible] یہاں وہ تھا جو اللہ تعالیٰ کا [illegible] اور اس سے بڑا
[illegible]
[illegible] کے ہے حکم اور تعلق حرم تھی اور آپ کا کام سراسر علم و ہوشیاری
تھا آپ کی رائے علم اور عزم صمیم تھی۔

آپ نے جب ہم سے مفارقت کی تو ہمیں اس حال میں چھوڑا
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
سب سے بڑھ گئے اور بہت دور پہنچے اور آپ نے اپنے بعد کے لوگوں کو
سخت تعب و تکلیف میں ڈالا کیونکہ امور خلافت میں آپ کی جیسی کوئی شخص
کوشش نہیں کر سکتا، اور وہ صحیح طور پر خیر تک پہنچے۔ اب آپ نے اپنی
وفات کے صدمہ سے سب کو رونے اور غم کرنے کے فراق کی مصیبت نے
لوگوں کو شکستہ دل اور ویران خاطر کر دیا" انا للہ و انا الیہ راجعون"
ہم اللہ سے اس کے حکم پر راضی ہوئے اور اس کا کام اسی کے سپرد کیا [illegible]
کی قسم رسول اللہ ﷺ کے بعد کبھی مسلمان آپ جیسے شخص کی وفات کی
مصیبت نہ اٹھائیں گے آپ دین کی عزت اور دین کی حفاظت اور دین
کی پناہ تھے، اور مسلمانوں کے مرجع و ماویٰ اور ان کے فریاد رس تھے اور
منافقوں پر سخت اور ان کے غصہ کا سبب تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے نبی
ﷺ سے ملا دے اور ہمیں آپ کے غم میں صبر کرنے کے اجر سے محروم نہ
رکھے اور آپ کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون
راوی کا بیان ہے کہ سب لوگ اس تقریر کے وقت خاموش
رہے یہاں تک کہ حضرت علی [illegible] نے اپنی تقریر ختم کی تو پھر سب
[illegible]
[illegible] ﷺ [illegible]

یارِ غار

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
خالق کونین رب ارحم و غفار کا
ہاں وہ یار غار جس نے دین کا کر کے دفاع
پھیر ڈالا رخ ہمیشہ کفر کی یلغار کا
ہاں وہ یار غار جو محبوب ہے [illegible]
سب صحابہ کا خصوصاً حیدر کرار کا
ہاں وہ یار غار جس کا ذکر و فکر و اشتیاق
ہے [illegible] ﷺ [illegible] پیار کا
ہاں وہ یار غار جس کی محبت کا [illegible]
نور [illegible] کا
ہاں وہ یار غار جس کی [illegible] رنگ
درس تسلیم و رضا کا ، ہمت و ایثار کا
میں بھی آسی ہوں طفیل شیخ اس سرکار کا
اکرم اولاد آدم جو بعد از انبیاء

[illegible]

جب بارہ سو صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم

"ختم نبوت"

پر نچھاور ہو گئے

{فاتح مرزائیت محمد طاہر عبدالرزاق}

یہ سیدنا صدیق اکبرؓ کا عہد خلافت ہے۔ یمامہ کے میدان میں بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نعشیں بکھری پڑی ہیں۔ کسی کا سر تن سے جدا ہے۔ کسی کا سینہ چھلنی ہو رہا ہے۔ کسی کا پیٹ چاک ہے کسی کی آنکھیں نکلی ہوئی ہیں کسی کی ٹانگ نہیں، کسی کا ہاتھ نہیں ہے۔ کسی کا بازو کندھوں سے جدا ہے۔ کسی کی ٹانگ جسم سے الگ پڑی ہے اور کسی کا جسد ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ یہ بارہ سو صحابہ اپنے خون میں نہا کر یمامہ کے میدان میں اس شان سے چمک رہے ہیں کہ جیسے آسمان نیلوفری پہ چمکنے والے ستارے انہیں دیکھ کر رشک کر رہے ہیں۔ یوں محسوس ہو رہا ہے۔ کہ آسمان ہدایت سے ایک کہکشاں زمین پہ اتر آئی ہے۔ یہ کون لوگ ہیں؟

اہل دنیا! یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہیں اللہ کے نبی جناب محمد عربی ﷺ نے پہلی "عرش نبوت سے کرہ ارض پہ بچھایا۔ جو مکتب نبوت محمدیہ ﷺ کے فارغ التحصیل تھے۔ جن کے سینوں میں ایمان اور قرآن خود رسول خاتم ﷺ نے اتارا تھا۔ جنہیں اس دنیا میں ہی رب العزت نے جنت کے سرٹیفکیٹ جاری کر دیے تھے۔ جو اس مرتبے کے مالک ہیں کہ آج کی پوری امت مل کر بھی ان میں سے کسی ایک کے برابر نہیں ہو سکتی!!!

یہ شہداء جو شہادت کی سرخ قبا پہنے استراحت فرما رہے ہیں۔ ان میں سے سات سو حفاظ قرآن ہیں۔ ستر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جو کفر و اسلام کے پہلے معرکہ "غزوہ بدر" میں اپنی جانیں ہتھیلیوں پہ رکھ کر رسول ﷺ کے پرچم تلے میدان بدر میں اترے تھے۔ اہل دنیا! یہ محمد عربی ﷺ کے دل کے پھول تھے جو یمامہ کے میدان میں مرجھا گئے۔ یہ رسول رحمت ﷺ کی جھولی کے موتی تھے جو یمامہ کے میدان میں بکھر گئے۔ یہ سرور کائنات ﷺ کی پچھلی راتوں کے آنسو تھے جو خاک یمامہ میں جذب ہو گئے۔ اے فرزندان اسلام! ان عظیم ہستیوں نے کس مسئلہ کے لیے پردیس میں جا کر اپنی جانیں نچھاور کیں؟ کس مسئلہ کے لیے انہوں نے اپنی شمشیروں کو بے نیام کیا اور گھوڑوں پہ بیٹھ کر بجلی کی سرعت سے یمامہ کی طرف لپک گئے؟

ہائے افسوس! صد افسوس...... وہ مسئلہ جسے آج ہم نے منبر و محراب سے نکال دیا ہے۔ جو ہمارے دینی مدارس کے نصاب میں شامل نہیں ہے۔ جو سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا نہیں جاتا۔

یعنی "مسئلہ ختم نبوت"

حضور اکرم ﷺ کے دعویٰ نبوت سے لے کر وصال نبوی ﷺ تک تیئیس سال کے لگ بھگ جو عرصہ بنتا ہے، اس میں جتنے غزوات ہوئے۔ جتنی جنگیں ہوئیں۔ جتنے تبلیغی وفود دھوکہ سے شہید کیے گئے۔ اور کفار کے مظالم سے جو صحابہ کرام شہید ہوتے رہے ان کی کل تعداد 259 ہے یعنی پورے دور نبوی میں پورے اسلام کے لیے جو کل صحابہ شہید ہوئے ان کی تعداد 259 اور صرف مسئلہ ختم نبوت کے لیے جو صحابہ شہید ہوئے ان کی تعداد بارہ سو ہے۔ جن میں سے سات سو حفاظ قرآن ہیں......!!! جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے پاس چالیس ہزار جنگجوؤں کا لشکر تھا۔ مال و دولت کے بھی ڈھیر تھے۔ ادھر مسلمان وصال نبوی ﷺ کے غم سے نڈھال تھے۔ طرح طرح کے فتنے کھڑے ہو گئے تھے۔ حالات انتہائی ناساعد تھے۔ مدینہ منورہ کی نوزائیدہ ریاست کو ہر طرف سے خطرہ تھا۔ لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تخت ختم نبوت اور تاج ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کو برداشت نہ کیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ تو زندہ ہو اور اس کے آقا ﷺ کی مسند نبوت پر کوئی بدبخت بیٹھنے کی ناپاک جسارت کرے......!!!

یار غار رضی اللہ عنہ نے خطرناک حالات کی بالکل پرواہ نہ کی اور مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے پہلا لشکر حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا لیکن مسیلمہ کذاب نے اس لشکر کو شکست دی۔ دوسرا لشکر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کی قیادت میں روانہ کیا لیکن مسیلمہ کذاب کی فوج نے اس لشکر کو بھی شکست دی۔ فولادی عزم کے

ملک جناب سیدنا صدیق اکبر سے ہمت مدد طلب کی۔ حضرت شرجیل اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ دونوں کو ہدایت جاری کی کہ مدینہ لوٹ کر مت آنا۔ تمہارے آنے سے بزدلی پھیلے گی تم دونوں وہیں پر مقابلہ کرو۔ میں تمہاری مدد کے لیے سیف اللہ خالد بن ولید کے لشکر کو روانہ کر رہا ہوں۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یمامہ پہنچتے ہیں اور مسلمانوں کا لشکر مسیلمہ کے لشکر کے سامنے صف آرا ہوتا ہے۔ اہل یمامہ بڑی بہادری سے جم کر لڑتے ہیں۔ دونوں طرف سے گھمسان کی جنگ ہوتی ہے اور ساتھی جسم کا جز مولی کی طرح کٹ کٹ کر زمین پر گرتے ہیں۔ مسلمان بڑی جانثاری سے لڑتے ہیں لیکن مسیلمی لشکر سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑا ہے۔ آخر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں کھڑے مسیلمہ کذاب کو دیکھ کر عقاب کی طرح اس کی طرف لپکتے ہیں اور ساتھیوں کے ساتھ یکبارگی زبردست حملہ کرتے ہیں جس سے مسیلمیوں کے قدم اکھڑ جاتے ہیں۔ مسلمان شیروں کی طرح دھاڑتے ہوئے مسیلمہ کذاب کی فوج پر پل پڑتے ہیں اور انہیں تیزی سے قتل کرنے لگتے ہیں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو فتح عطا کرتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب کے چالیس ہزار لشکر میں سے ستائیس ہزار سپاہی میدان جنگ میں مارے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ ہی مسیلمہ کذاب بھی جہنم واصل ہو جاتا ہے اور اس کی جھوٹی نبوت بھی مجاہدین ختم نبوت کے ہاتھوں میدان یمامہ میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو جاتی ہے لیکن اس جنگ میں مسلمانوں کا بھی ایسا نقصان ہوتا ہے جو اس سے قبل اسلامی تاریخ میں کبھی نہ ہوا تھا۔ بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خود کو خاک و خون میں تڑپا دیا لیکن جھوٹی نبوت کے وجود کو برداشت نہ کیا۔ انہوں نے اپنی بیویوں کو بیوہ کروا لیا۔ ننھے بچوں کو داغ یتیمی دے دیا۔ بوڑھے والدین کے بڑھاپے کی لاٹھیوں کو توڑ دیا۔ اپنے پیارے اہل مدینہ منورہ کو خیر باد کہہ دیا۔ مسجد نبوی ﷺ اور روضہ رسول ﷺ سے جدائی برداشت کر لی لیکن ان کی غیرت جھوٹی نبوت کو برداشت نہ کر سکی۔

مسلمانو! صحابہ کے عہد کا جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ کذاب تھا اور ہمارے عہد کا جھوٹا مدعی مرزا قادیانی ہے۔ جتنے خطرناک مسیلمہ کے پیروکار تھے اس سے کہیں زیادہ خطرناک مرزا قادیانی کے پیروکار ہیں۔ مرزا قادیانی اور اس کی شیطانی جماعت کا کفر وارتداد مسیلمہ کذاب اور اس کی ابلیسی پارٹی سے زیادہ موذی ہے۔

آج جب میں کسی مسلمان کو قادیانی سے ہاتھ ملاتے دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کٹے ہوئے ہاتھ یاد آ جاتے ہیں۔ جب میں کسی مسلمان کو قادیانی سے بغل گیر ہوتے اور قادیانی کے گلے میں ہار حمائل کیے دیکھتا ہوں تو صحابہ کے کٹے ہوئے سر دل تڑپانے لگتے ہیں۔ جب میں کسی مسلمان کو قادیانی کے گھر میں داخل ہوتے دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کٹے ہوئے پاؤں رلانے لگتے ہیں۔ جب میں کسی مسلمان کو کسی قادیانی سے محبت بھری گفتگو کرتا سنتا ہوں تو میرے کانوں میں میدان یمامہ میں مرتدین کے خلاف لڑتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی زبان سے تکبیر کی صدا۔ تکبیر صدا گونجنے لگتی ہیں۔ جب میں کسی مسلمان کو قادیانیوں کی شادیوں میں جس جس کر شامل ہوتے دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ رضی اللہ عنہ کے یتیم بچے یاد آ جاتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی کلمہ طیبہ پڑھتے تھے۔ یہ مسلمان بھی کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں۔ صحابہ کرام بھی رسول اللہ ﷺ کے امتی تھے۔ یہ "مسلمان" بھی رسول اللہ ﷺ امتی ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ صحابہ کرام بھی عقیدہ ختم نبوت پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ یہ "مسلمان" بھی عقیدہ ختم نبوت پر ایمان رکھنے کے پرزور دعوے دار ہیں۔ لیکن صحابہ کرام کی ختم نبوت کے ڈاکوؤں سے جنگ۔ ان کی ختم نبوت کے ڈاکوؤں سے دوستی ان کا عقیدہ ختم نبوت پر سب کچھ قربان کر دینا۔ ان کا ختم نبوت کے دشمنوں سے کاروبار۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس پر اپنا گوشت اور لہو قربان کر دیا۔ یہ قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کرنے کو بھی تیار نہیں۔ یہ تفاوت کیوں؟ قول و فعل میں اتنا خوفناک تضاد کیوں؟

کہیں ایسا تو نہیں...... کہ...... انہوں نے کلمہ طیبہ صرف حلق سے اوپر اوپر پڑھا ہے؟

کیا رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے کا اعلان صرف زبانی جمع خرچ ہے؟

کیا عقیدہ ختم نبوت پر ایمان ہونے کا اعلان صرف فضا میں الفاظ باری تو نہیں؟

کیا عشق رسول ﷺ کا دعویٰ محض طرازی تو نہیں؟

کیونکہ ان کا کردار ان کے دعویٰ کی نفی کر رہا ہے۔

مسلمانو! جس جسم کے رگ و ریشہ میں حضور ﷺ کی محبت ہوتی ہے۔

وہ جسم قادیانیوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتا۔

وہ جسم قادیانیوں سے بغل گیریاں نہیں کرتا۔

وہ جسم کسی قادیانی کی تقریب میں شامل نہیں ہو سکتا۔

آیئے! اپنے اپنے جسم میں محبت رسول ﷺ کو ڈھونڈتے ہیں۔

کیونکہ اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور موت کا فرشتہ گھات لگائے بیٹھا۔ اللہ کے حکم کا انتظار کر رہا ہے اور پھر موت کا پوسٹ مارٹم ہمارا سب کچھ ہمارے سامنے رکھ دے گا......!!!

☆ ☆ ☆

تحریر: [illegible] بخاری

مسلمانانِ ہند کا عظیم قائد علیہ الرحمۃ

تحریر: [illegible]

تیری بے باکی پہ حیران تیرے دشمن بھی رہے
تو نے روشن کر دیے انسانیت کے آئینے
قائداعظم ترا احسان بھولیں گے نہ ہم
ہم مٹا سکتے نہیں ہرگز ترے نقشِ قدم
(اقبال محمد [illegible])

قائداعظم علیہ الرحمۃ کی قدآور شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ انھوں نے ایک راسخ العقیدہ مسلمان کی طرح اپنی زندگی گزاری۔ وہ جس طرح جدید علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے اسی طرح اسلامی قانون میں بھی ماہر تھے۔ انھوں نے ہمیشہ نہ صرف مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ [illegible] بھی۔ کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے۔ ان کی زندگی کے ہر رخ سے ان حقائق کی جھلکیاں نمایاں طور پر ملتی ہیں۔

پروفیسر [illegible] سعیدی لکھتے ہیں:

"قائداعظم علیہ الرحمۃ نے جس ماحول میں اپنی تعلیم اور بعد کی زندگی کا زمانہ گزارا اس میں علم دین کے حصول کے مواقع بہت ہی کم بلکہ تقریباً معدوم ہی تھے۔ مگر دین اسلام کی محبت نے انھیں (علیہ الرحمۃ) دین کی طرف متوجہ ضرور رکھا اور انہوں (علیہ الرحمۃ) نے قرآن حکیم کو انگریزی ترجمے کی صورت میں پڑھا اور سمجھا۔ قانون کے پیشے میں فقہ اسلامی اور اسلام کے شخصی قانون کا مطالعہ بھی بہت ضروری تھا اور [illegible] (علیہ الرحمۃ) کی زندگی کے [illegible] جس سے ثابت ہوتا ہے [illegible] "قرآنی احکام" [illegible] فقہ میں ان کی علمی مہارت کا ثبوت [illegible] مسودہ قانون سے ملتا ہے جو [illegible] "وقف علی الاولاد" [illegible] مسودہ قانون کی تحت [illegible]

حمایت کی تھی کیونکہ اس کے ذریعے ان وقف جائیدادوں کو تحفظ حاصل ہو رہا تھا جنہیں [illegible] سود [illegible] کے چکر کے ذریعے قرق کرا سکتے تھے۔ قائداعظم نے طویل بحثوں کے دوران اسلامی فقہ کی [illegible] سب متفق ہو گئے چنانچہ [illegible] جب یہ قانون منظور ہو تو ۲۲ [illegible] ۱۹۱۳ء [illegible] مسلم لیگ نے لکھنؤ کے مقام پر [illegible] اجلاس میں [illegible] محمد علی جناح کو خصوصی طور پر مبارکباد پیش کی [illegible] امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں [illegible] قانون کی حیثیت سے منظور ہوا۔

"وقف علی الاولاد" کے قانون کے بارے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلامی قانون اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کی [illegible] وقف [illegible] ہو سکتے ہیں۔ [illegible] دفعہ اہم ترین تھی، یہ دفعہ اس طرح تھی۔

[illegible] اور نابالغ یا فاتر العقل نہیں، یہ حق حاصل ہے کہ مندرجہ ذیل مقاصد میں سے کسی ایک مقصد کیلئے وقف قائم کرے۔

(الف) اپنے کنبے اپنی اولاد یا اپنے ورثاء کی جزوی یا کل کفالت کے لیے۔

(ب) [illegible] حنفی مسلمان [illegible] وقف [illegible] ہے۔

قائداعظم نے عبدالرحمان بنام [illegible] کیس (رپورٹڈ [illegible] کیس) میں بھی ثابت کر دیا [illegible] حنفی [illegible] فقہ [illegible] عبور حاصل ہے۔

۱۹۲۳ء میں لاہور کے ایک متعصب ہندو پبلشر راج پال نے ملکی فضا کو مکدر کرنے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] شان میں نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی شان اقدس پر نازیبا حملے کئے گئے تھے۔ اس فتنہ انگیز کتاب کے شائع ہوتے ہی مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی چنانچہ اس رسوائے زمانہ کتاب کے فتنہ انگیز ناشر راج پال پر [illegible] منافرت پھیلانے [illegible] میں مقدمہ چلا۔

ماتحت عدالت مقدمہ [illegible] نے مجرم کو دو سال قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی لیکن عدالت کی چیف جسٹس [illegible] مسلمانوں کے لئے اپنی روایتی ہندو تعصب میں بہت مشہور تھا [illegible] راج پال کو بری کر دیا۔ اس واقعہ سے مسلمانوں میں پھر اشتعال پیدا ہوا۔

۲۶ ستمبر ۱۹۲۷ء کو ایک غیور مسلمان "غازی خدا بخش" نے راج پال پر حملہ کیا لیکن وہ بد بخت بچ گیا۔

۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو دوبارہ ایک اور جری مسلمان نوجوان "غازی عبدالعزیز" نے اس پر حملہ کیا لیکن اس بار بھی وہ گستاخ موت کے منہ میں جانے سے بچ گیا۔

اس کے بعد لاہور کے ایک اور غیرت مند نوجوان غازی "علم الدین" نے راج پال پر حملہ کیا اور اسے جہنم رسید کر دیا [illegible] غازی علم الدین [illegible] قرار پائے۔۔۔۔۔ غازی علم الدین کو گرفتار کر کے ان پر سیشن عدالت میں مقدمہ چلا جہاں انہیں سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ سیشن عدالت کے اس فیصلے کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی گئی جس کی پیروی کے لئے قائد اعظم محمد علی جناح تشریف لے [illegible] یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ پنجاب کے مشہور سیاسی راہنما اور وکیل "سر محمد شفیع" نے اس مقدمہ کی پیروی کرنے سے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ ہندو اسے برا سمجھیں گے"۔

قائد اعظم علیہ الرحمۃ نے مقدمہ کے واقعات کو سامنے رکھ کر انتہائی قابلیت کے ساتھ غازی علم الدین کی بے گناہی ثابت کی۔۔۔ مخبر گواہوں کے بیانات پر جرح کی۔

قائد اعظم نے ایک اہم بات یہ کی کہ "سیشن جج نے مسلم اسیروں کی رائے کے سلسلے میں خواہ مخواہ ہندو مسلم سوال پیدا کیا" اس مقدمہ میں چار اسیر تھے۔۔۔ دو مسلمان اور دو غیر مسلم۔ مسلمان اسیروں نے ملزم کو بے گناہ بتایا۔ غیر مسلم اسیروں نے الزام کا اثبات کیا۔ سیشن جج نے لکھا ہے کہ "مسلم اسیروں کے فیصلے پر یقین نہیں کیا جا سکتا، اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان کے دل میں فرقہ وارانہ تعصب موجود ہو"۔

قائد اعظم نے اس پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ "مسلمان اسیروں کے متعلق یہ کیوں کہا گیا؟ دوسرے (غیر مسلم) اسیروں کے متعلق کیوں نہ کہا گیا؟ ہو سکتا ہے۔ کہ دونوں مسلمان اسیروں نے فیصلے

[illegible] یہ [illegible]۔۔۔ [illegible] بیٹھے، معروف [illegible] وجہ [illegible] گواہوں [illegible] پر [illegible] بیٹھے تھے۔۔۔؟ یہ امر افسوسناک ہے کہ مسلمان اسیروں کے متعلق ظاہر کیا گیا ہے [illegible] میں جو [illegible] سیشن [illegible] ناقابل قبول قرار دیا اور [illegible] کے خلاف جو شہادت تھی [illegible] سے درست تھی۔

"اس پر جسٹس براڈوے نے کہا کہ

جج کو حق ہے کہ وہ جس شہادت کو چاہے قبول کرے جس کو چاہے مسترد کرے

قائد اعظم نے جواب دیا کہ

"جج [illegible] قبول [illegible] کے لئے دلیل ہونی چاہیے

مقدمہ کے دوسرے پہلو پر نظر ڈالتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا کہ

"اگر یہ [illegible] بھی ہو جائے کہ ملزم واقعی قاتل ہے تو بھی [illegible] پھانسی نہیں بلکہ عمر قید ہونی چاہیے"

اس کے لئے قائد اعظم نے یہ دلائل دیے۔

۱۔ ملزم کی عمر انیس [illegible] سال کی ہے۔

۲۔ راج پال نے [illegible] کتاب چھاپی جسے عدالت عالیہ نے بھی نفاق انگیز اور شر انگیز قرار دیا۔ ملزم نے اسے پڑھا اور بھڑک اٹھا۔

۳۔ ملزم نے کسی لالچ اور ذلیل خواہش سے یہ ارتکاب نہیں کیا بلکہ ایک (نفاق انگیز اور شر انگیز) کتاب سے غیرت کھا کر ایسا کیا۔"

آخر میں قائد اعظم نے فرمایا "ملزم نوجوان ہے راج پال نے بدنام کتاب شائع کر کے مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا تھا۔۔۔ اس لئے سزائے موت سخت سزا ہے۔۔۔ ملزم پر رحم کیا جائے"

جج نے بعد عدالت سرکاری وکیل کا جواب سنے بغیر [illegible] باہر نکال دیا۔۔۔ اور فیصلہ محفوظ کر لیا۔۔۔ سرکاری وکیل کی جوابی تقریر کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اپیل خارج کر دی گئی۔ چار [illegible] عدالت نے فیصلہ سنایا اور اپیل نامنظور کر دی۔۔۔ جب عدالت نے "غازی علم الدین" کیس میں سیشن کے فیصلے کو برقرار رکھا اور غازی علم الدین کی سزائے موت برقرار رکھی تو ہندو اخبارات نے قائد اعظم کے خلاف زبردست زہر اگلا۔ مشہور متعصب ہندو اخبار "پرتاپ" نے کئی نوٹ لکھے۔۔۔ "گپ شپ" اور "چست" کے نام کالم چھپ گئے۔۔۔ اور قائد اعظم کو رگیدنے کی ناکام مگر بیہودہ کوشش کی۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے جس قابلیت سے مقدمہ کی پیروی کی اس پر روزنامہ "الجمعیۃ" (دہلی) نے اپنی اشاعت ۲۰ جولائی ۱۹۲۹ء کو "مسٹر جناح کی باطل شکن تقریر" کے زیر عنوان انتہائی مندرجہ ذیل الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا:

"لاہور ہائی کورٹ سے بھی میاں علم الدین کی اپیل کا فیصلہ صادر

کو ہندو رہنما ... جو تمغہ پیش عدالت سے ہو تھا ... قائد اعظم
نے ... مولوی ... پڑھتے ہے کہ اس کا مقدمہ کیا جا سکتا ہے کہ اس
... کی قدر ... تھے اور انہوں نے، تحت عدالت کی شہادتوں
میں جس طرح غازی علم الدین کے مقدمہ کی وجہ کمزور ہو گئی تھی مگر ہائی کو
رٹ کے ججوں نے علم الدین کی کم عمری کی وجوہ کی بنا پر دلائل کو قابل اعتناء
نہیں سمجھا۔۔۔ اس وقت ہائی کورٹ کا فیصلہ موجود نہیں ہے۔ اس لئے ہم
اس پر مستقل تنقید نہیں کر سکتے جب تک ہمارے سامنے اصل فیصلہ نہ
آ جائے، ہم یہ نہیں سمجھتے کہ قائد اعظم کی تقریر کے بعد پھانسی کی
سزا کس طرح بحال رہ سکتی تھی۔"

قائد اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ نے اپنے عظیم پیغمبر حضور
اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ایک شیدائی و فدائی غازی علم الدین
شہید کا مقدمہ جس جرأت و بہادری سے لڑا اس کی مثال ملنا محال ہے۔
انشاء اللہ العزیز کل قیامت میں حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے
غازی شہید فدائی" کا مقدمہ لڑنے والے محمد علی جناح کو اپنے دامن
کرم میں ضرور پناہ دیں گے۔

یو پی کی صوبائی حکومت نے ۱۹۰۸ء میں ڈسٹرکٹ بورڈ کانپور کو یہ
ارشاد دیا کہ "شہر کانپور کی سڑکوں کو چوڑا اور وسیع کیا جائے"۔ اس
اسکیم میں مشہور ... بی روڈ کو چوڑا کرنے کی تجویز بھی شامل تھی جس کو
حکومت نے ۱۷ اپریل ۱۹۰۹ء کو منظور کیا۔ اگر یہ روڈ ... سیدھی بنائی
جاتی تو مچھلی بازار میں مسجد کے متصل جو مندر تھا اس کو گرانا پڑتا تھا۔۔۔
ہندوؤں نے مندر کے گرائے جانے کے منصوبے کے خلاف احتجاج کیا،
جس کے نتیجہ میں مندر گرانے کی تجویز انگریز حکومت نے واپس لے لی
اور سڑک کسی قدر موڑنے کی ضرورت پیش آئی وجہ یہ تھی کہ ہندوؤں کی
اکثریت کو اس وقت دوبارہ ناراض کر کے فتنہ و فساد کی آگ کو ہوا دینا
انگریزوں کی "جمہوریت پسند موقع شناس حکومت" نے مناسب نہ سمجھا،
اس کے برعکس مسلمانوں کی سیاسی حیثیت ہندوؤں سے مختلف تھی۔
چنانچہ کانپور کی مقامی حکومت نے ہندوؤں کے احتجاج کے بعد گرائے
جانے کی تجویز مسترد کی اور مسجد کے ایک حصے کو گرا کر سڑک کی توسیع کا
منصوبہ مکمل کیا گیا۔

یکم جولائی ۱۹۱۳ء کو علی الصبح پولیس نے مسجد کو گھیرے میں لے کر اس
کے مشرقی حصے کو گرا دیا۔۔۔ ہندوستان مسلمان اخباروں نے اس المیہ کو
مشتہر کر کے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی توجہ کانپور کی اس مسجد کی
جانب مبذول کروائی۔۔۔ مسلمانوں نے متعدد مرتبہ حکومت کے موقف
کے خلاف احتجاجی جلسے کئے اور جلوس نکالے۔۔۔ ۳ اگست ۱۹۱۳ء کی صبح
کو کانپور میں ایک بڑا احتجاجی جلسہ ہوا جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت
کی۔۔۔ لوگ ... کی طرح ... ہو گئے۔۔۔ جلسہ
کے بعد ایک جلوس سیاہ جھنڈے لے کر مسجد مچھلی بازار کی طرف گیا اور
مسجد کے منہدمہ حصے پر جو ابھی تک زیر تعمیر نہیں ہوا تھا کر مسجد از سر نو تعمیر کرنی
شروع کر دی جس کے نتیجہ میں مسلح پولیس کی مداخلت سے ہنگامہ ہو گیا
۔۔۔ کئی مسلمان شہید ہوئے اور سو آدمی گرفتار ہوئے۔۔۔

۳۰ دسمبر ۱۹۱۳ء کو محمد علی جناح کی صدارت میں لکھنؤ میں ایک جلسہ منعقد ہوا
۔۔۔ قائد اعظم نے اپنی صدارتی تقریر میں مسجد کانپور کے حادثہ پر گہرے
رنج کا اظہار کیا اور مسلمانوں کو دونوں مخالفین (انگریز اور ہندو) کی ریشہ
دوانیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے جدوجہد جاری رکھنے کا عزم ظاہر کیا
۔۔۔ ثابت ہوا بیسویں صدی کے ابتدائی دور میں بھی قائد اعظم کی نظر
مسلمان معاملات ہندو طریق کار اور انگریز حکمت عملی پر گہری تھی۔

۱۹۳۵ء میں واقعہ مسجد شہید گنج لاہور نے مسلمانوں میں ایک
زبردست ہیجان پیدا کر دیا تھا اس نازک موقع پر بھی قائد اعظم علیہ الرحمۃ
نے شہید گنج کی مسجد کا مسئلہ حل کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔

۲۶ جنوری ۱۹۳۸ء کو ہائی کورٹ کے فل بنچ نے مسجد شہید گنج کے
سلسلہ میں مسلمانوں کی اپیل خارج کر دی اور فیصلہ دیا کہ
"مسجد کو عام جائیداد منقولہ سے علیحدہ قرار نہیں دیا جا سکتا اس لئے
مسلمانوں کی مسجد شہید گنج میں نماز پڑھنے کا حق مدت ہوئی ساقط ہو چکا
ہے۔"

ہائی کورٹ کے اس فیصلے نے پورے پنجاب میں ایک مرتبہ پھر
اضطرابی کیفیت پیدا کر دی چنانچہ قائد اعظم کی ہدایات کی روشنی میں ۳۰
جنوری ۱۹۳۸ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک اجلاس دہلی میں منعقد ہوا
تاکہ لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے سے جو صورت حال پیدا ہوئی ہے اس پر
غور کیا جا سکے۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے اعلان کیا کہ مسجد شہید گنج کی
بازیابی ہندوستان کے مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ بن چکا ہے اس لئے آل انڈیا
مسلم لیگ یکم فروری ۱۹۳۸ء کو ہندوستان بھر میں یوم شہید گنج منائے
گی۔۔۔ ۷ اپریل ۱۹۳۸ء کی شام کو محمد علی پارک میں ایک جلسہ سے
خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم فرماتے ہیں:

"ہندوستان کے سارے مسلمانوں کی نظر اس وقت شہید گنج مسجد کی
طرف لگی ہے۔ ہر شخص کے دماغ میں یہی خیال موجزن ہے، اس
میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان کے جذبات اور احساسات بالکل صحیح درست اور
حقیقی ہیں کہ مسجد کو منہدم کر کے ان کے مذہبی جذبات میں بہت بڑی
ٹھیس لگائی ہے"

قائد اعظم نے مسجد شہید گنج لاہور کے قضیے کو حل کرنے کے سلسلے
میں جو کوششیں کیں وہ تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گی۔

مسجد شہید گنج کے سلسلے میں (قائد حریت امیر شریعت عطاء اللہ شاہ
بخاری المعروف شاہ جی اور ان کی) مجلس احرار نے جو کارنامے سرانجام

دیتے تھے، ان کی داد مولوی ظفر علی خان کے خامہ بہار آفریں نے یوں دی تھی:

اللہ کے قانون کے پیچان سے بیزار
اسلام اور ایمان اور احسان سے بیزار
ناموس پیمبر کے نگہبان سے بیزار
کافر سے موالات، مسلمان سے بیزار
اس پر ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار
احرار کہاں کے، یہ ہیں اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار

کھاتا ہے مسلمان کوئی سینہ میں جو گولی
گالی اسے دیتی ہے یہ احرار کی ٹولی
اسلامیوں کے خوں سے چلے کھیلنے ہولی
احرار کو پھر آج سے کیوں کہتے نہ اشرار
پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار

سوجھی شہداء پر نہیں مردار کی پھبتی
سکھوں کی یہ پھبتی ہے نہ سرکار کی پھبتی
توحید کے بیٹوں پہ ہے احرار کی پھبتی
گمراہ ہیں خود اور ہمیں کہتے ہیں اللہ مار
پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کو کوئی ڈھاوے تو یہ خوش ہیں
مسجد کا نشاں کوئی مٹاوے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہاوے تو یہ خوش ہیں
لاہور میں آثار قیامت ہیں نمودار
پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار

مردان مجاہد سے جو اس طرح کٹے ہیں
اللہ کے رستے سے جو اس طرح ہٹے ہیں
اسلام کی فوجوں کے مقابل جو ڈٹے ہیں
پھر کیوں نہ یہ کم بخت ہوں رسوا سر بازار
پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار

یہی مولوی ظفر علی خاں اسی سلسلہ میں مزید کہتے ہیں:

خدا کے گھر کی تباہی میں حصہ دار ہوئے
یہ ظلم انہوں نے کیا آپ اپنی جان پر ہے
اشارہ پا کے "ادھر" سے شہید گنج کا شور
کئی دنوں سے ان اشرار کی زباں پر ہے
سنا گیا جو کئی سال دیر کا ناقوس
لگا ہوا وہی کان آج کل اذان پر ہے

مولوی مظہر علی اظہر احراری نے محمد حسین تمن ساز کو مخاطب کر کے دھمکی دی تھی:۔

ہم ہیں احرار نہیں ہم سے الجھنا اچھا
تری اوقات ہی کیا ہے ارے بدذات و تمن فروش

محمد حسین تمن ساز نے مظہر علی اظہر احراری کا جواب یوں دیا تھا کہ۔

میں نے مسجد نہیں بیچی کبھی تیری مانند
اے او چندے کے بھوکے، او دین فروش

۱۹۳۶ء میں قائد اعظم جب دوسری بار کشمیر گئے تو مسلمانوں نے ان کا شاندار خیر مقدم کیا۔۔۔ ان دنوں سری نگر میں ایک قومی کارکن مہر علی اور حنیفہ بیگم کے درمیان ایک زوردار مقدمہ چل رہا تھا مرزا محمد افضل بیگ ایڈووکیٹ نے قائد اعظم کو بطور سینئر وکیل پیش کیا اور انھوں نے نہایت کامیابی سے اس مقدمے کی وکالت کی۔

مہر علی پر الزام یہ تھا کہ اس نے حنیفہ بیگم سے عدت کے دوران نکاح کر لیا تھا۔ ماتحت عدالتوں نے اسے سزا کا مستوجب قرار دیا تھا۔ قائد اعظم نے اپنی بحث میں عدالت کو بتایا کہ: "عدت کا حساب عیسوی کیلنڈر کے مطابق کیا گیا ہے حالانکہ مسلمان عدت کا شمار قمری حساب سے کرتے ہیں۔۔۔ اگر قمری حساب سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مہر علی نے عدت کے دن پورے ہونے کے بعد نکاح کیا تھا۔۔۔"

چنانچہ ہائی کورٹ نے مہر علی کو باعزت بری کر دیا اس مقدمے میں قائد اعظم نے کوئی فیس نہ لی۔ البتہ ایک اور دیوانی مقدمے میں جو سوپور کے عبدالعزیز پنڈت اور حکومت کے درمیان تھا۔ قائد اعظم کو جو فیس ادا کی گئی وہ انھوں نے انجمن نصرت الاسلام، سری نگر کے ہائی سکول کو بطور چندہ عطا فرما دیا۔

یہ حقیقت بھی سب پر عیاں ہے کہ سن ہجری کی ابتدا خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خصوصاً خلیفہ چہارم، حضرت علی المرتضیٰ اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ ہجرت کو بنیاد بنا کر "سن ہجری" کا آغاز فرمایا تھا۔۔۔ آج ہمیں بھی سن عیسوی کی بجائے سن ہجری ہی کو اہمیت دینی چاہیے اور مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سن ہجری کو بلا تاخیر عملاً نافذ کرنا چاہیے۔۔۔

خبر نامہ

علامہ محمد سعید عامر
نقشبندی

تقریب سنگ بنیاد جامعہ انوار لاثانی: ۲۱ جولائی ۲۰۰۴ء بروز بدھ ۱۰ بجے دن نقش لاثانی نگر شرگڑھ میں شیران اسلام پاکستان کے زیر اہتمام جامعہ انوار لاثانی کے سنگ بنیاد کے سلسلے میں ایک مختصر مگر پروقار تقریب منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت فخر المشائخ پیکر انوار لاثانی پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب مدظلہ العالی (زیب سجادہ آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف) نے فرمائی (جو کہ بعد میں علالت کے باعث دعا فرما کر جلد تشریف لے گئے تھے) جبکہ مہمان خصوصی ممتاز سیاسی و مذہبی شخصیت قائد اہلسنت حاجی محمد حنیف طیب صاحب (کراچی) تھے۔ تقریب کا آغاز حسب دستور تلاوت قرآن مجید اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ ازاں بعد حضور سجادہ نشین کے صاحبزادے سید کرامت علی شاہ صاحب نے مدلل خطاب فرمایا جس میں انہوں نے قوم کی فکری آوارگی کا ذکر کرتے ہوئے اصلاح احوال اور عمل کی اہمیت پر زور دیا ان کے بعد عالم نبیل علامہ رضاالدین صدیقی صاحب (لاہور) نے اپنے بیان میں اس طرز کے جامعات قائم کرنے پر زور دیا۔ محقق العصر علامہ صاحبزادہ نور المصطفیٰ رضوی صاحب (خانقاہ ڈوگراں) نے شیران اسلام کے قائم کردہ اداروں کو مزید فعال اور موثر بنانے اور بالخصوص ''الحقیقہ'' کی زیادہ سے زیادہ ترسیل کے لئے اپیل کی۔ نیز فرمایا کہ تصنیف لطیف ''توحید اور محبوبان خدا کے کمالات'' پڑھ کر ہمارے نوجوان طبقے نے کہا کہ ہمارے ذہنوں کے اندر توحید شرک اور اولیائے کرام کے تصرفات و کمالات کے حوالے سے جو شکوک و شبہات پیدا کر دیئے گئے تھے۔ وہ اس کتاب نے تمام ختم کر دیئے ہیں پھر ترانہ شیران اسلام اور اس کے بعد سپاسنامہ چوہدری وقار احمد ایڈووکیٹ نے پیش کیا۔ پھر مہمان خصوصی قائد اہلسنت نے ایمان افروز خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مدارس تو امن پھیلانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ حکومت اربوں روپے کا بجٹ خرچ کر کے بھی ۳۵۔۳۰ فیصد لوگوں کو اب تک Literate نہیں بنا سکی اور یہ مدارس چٹائی پر بٹھا کر بچوں کو پڑھاتے ہیں، کھانا بھی دیتے ہیں، انکے لئے ادویات بھی فراہم کرتے ہیں ہاں ویسے مدارس جہاں سے کفر و شرک اور قتل و غارت گری کے فتوے جاری ہوتے ہیں ان کے خلاف کاروائی کرنے کی حکومت کو جرأت ہونی چاہیے جبکہ ہمارے مدارس اہلسنت تو امن اور خیر کا پیغام دیتے ہیں۔ آخر میں حضور مفکر اسلام مدظلہ العالی نے عشق و مستی اور غیرت خدا و رسول (جل و علا و ﷺ) میں ڈوبا موثر اور پر مغز خطاب فرمایا اور کہا کہ صوفیاء نے اسلام کے انوار پھیلائے، توحید سے بت پرستوں کو آشنا کیا اور زمین ہند میں تخم سجدہ ڈالا، جامعہ انوار لاثانی کے حوالے سے آپ کے فرمودات کا خلاصہ یہ تھا کہ ہم اس جامعہ میں دور حاضر کے علم و عمل کے اعتبار سے بہترین انسان تیار کرنا اور ان کو اللہ و رسول ﷺ کے عشق کے نشے میں مخمور دیکھنا چاہتے ہیں۔ سب سے آخر میں جامعہ کا افتتاح و دعا حاجی حنیف صاحب نے کیا اور امت مسلمہ کی فلاح و نجات کے لئے دعا کی۔

ضروری وضاحت

دیوبندی اخبار 'ضرب مومن' کے کسی شمارے میں مولوی اجمل قادری دیوبندی کے بارے میں سرپرست شعبہ تحفظ ختم نبوت شیران اسلام جناب محمد طاہر عبدالرزاق مدظلہ کے نام سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جناب طاہر صاحب سے پوچھا گیا تو بولے، قطعاً میں نے ایسا کوئی مضمون نہیں لکھا، ویسے بھی میرے نزدیک اجمل قادری یہودیوں کا ایجنٹ تھا۔


زیر تعمیر
جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ
شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ
مفتی اعظم ہند محمد مصطفےٰ رضا خان نوری قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
و
حضرت محدث کبیر پاکستان
محمد غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
شارح بخاری شریف
تیسرا سالانہ عرس
زیر صدارت
صاحبزادہ پیر محمد فضل حق قادری رضوی
پروگرام
3 اکتوبر 2004 بروز اتوار
4 اکتوبر 2004 بروز سوموار
5 اکتوبر 2004 بروز منگل
بتاریخ
2004
4-5 اکتوبر
18-19 شعبان المعظم
بروز پیر منگل
الداعی الی الخیر: صاحبزادہ محمد فضل الرحمٰن رضوی
جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ (ٹرسٹ)
چمنستان حضرت محدث کبیر پاکستان دربار شریف روڈ اعظم آباد فیصل آباد
Ph:041-694336-694337 Fax:041-682782